ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوّت

ملتان

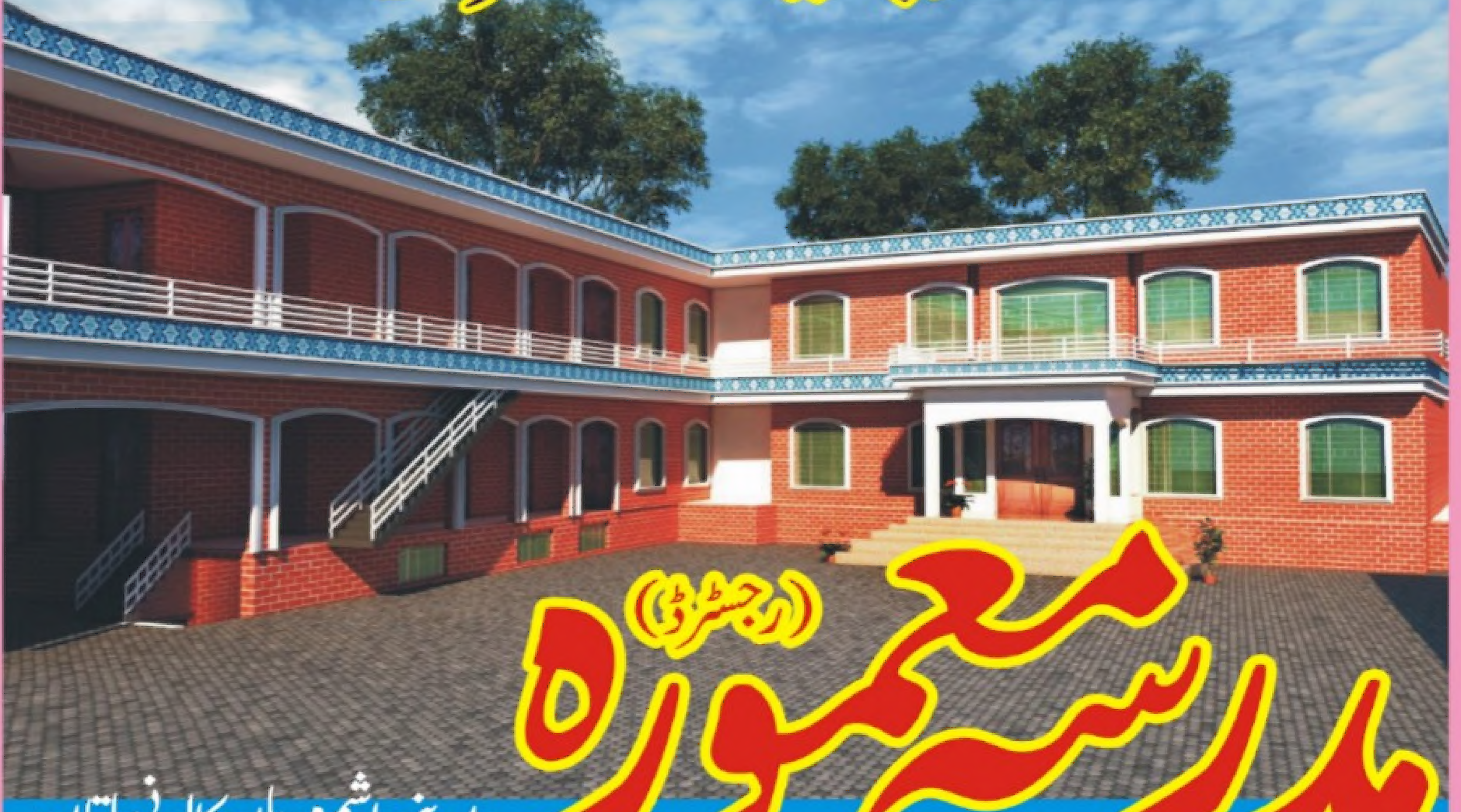
3 رجب 1440ھ —— مارچ 2019ء



عزم و ہمت اور صبر و استقامت کے
89 سال

- شہزادہ محمد بن سلمان کا دورہ پاکستان اور مجوزہ ریاستِ مدینہ کے برگ وبار
- فضائلِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی مستند احادیث
- صحابہ رضی اللہ عنہ کی باہمی مشاجرات کی عجیب توجیہ
- زوالِ اُمت کے دینی اسباب پر اعتراض اور اس کا جواب

تعمیر جدید دار القرآن



مدرسہ معمورہ (رجسٹرڈ)

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

تخمینہ لاگت ایک کروڑ پچاس لاکھ روپے

بیسمنٹ، فرسٹ اور سیکنڈ فلور کی تعمیر مکمل ہو چکی

تزئین و آرائش، ایلمونیم، ٹائلز، ماربل، بجلی و پانی کا کام باقی ہے

رابطہ برائے ترسیل زرتعاون: سید محمد کفیل بخاری (ناظم مدرسہ معمورہ)

بذریعہ چیک، ڈرافٹ، آن لائن: بنام مدرسہ معمورہ: اکاؤنٹ نمبر

A/C # 5010030736200010
Branch Code : 0729
THE BANK OF PUNJAB

بذریعہ اے ٹی ایم ٹرانسفر: **07290160065740001**

بیاد سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
بانی ابنِ امیرِ شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 30 شمارہ 03 | مارچ 2019ء / رجب المرجب ۱۴۴۰ھ
Regd.M.NO.32

زرِ تعاون سالانہ
اندرونِ ملک ---- -/300 روپے
بیرونِ ملک ---- -/5000 روپے
فی شمارہ ---- -/30 روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت
بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100
بینک کوڈ 0278 یو بی ایل، ڈی اے چوک ملتان

تشکیل

Join Us

MajliseAhrar

MajliseAhrar

Ahrar.org.pk

MajliseAhrar

رابطہ
دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
061-4511961
www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

شعبۂ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوت مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

شہزادہ محمد بن سلمان کا دورہ پاکستان اور مجوزہ ریاستِ مدینہ کے برگ و بار

سید محمد کفیل بخاری

سعودی ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان پاکستان کے تاریخ ساز دورہ کے بعد بھارت سے ہوتے ہوئے واپس تشریف لے گئے۔ ان کا یہ دورہ خطے کے موجودہ حالات کے تناظر میں کئی جہتوں سے انتہائی اہمیت کا حامل تھا۔ انھوں نے پاکستان کے ساتھ جس محبت اور تعاون کا اظہار کیا، اس پر پوری پاکستانی قوم اُن کی شکرگزار اور خراجِ تحسین پیش کرتی ہے۔ پاکستان نے بھی ہمیشہ سعودی عرب سے محبت و خلوص کا اظہار کیا۔ قیامِ پاکستان سے لے کر اب تک دونوں ملکوں میں یہ سلسلہ جاری ہے اور ان شاء اللہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ اس دائمی محبت و تعاون کی اصل بنیاد حرمین شریفین ہیں، جو اُمّتِ مسلمہ کے عقائد و ایمان کے مراکز ہیں اور اسی عظیم الشان نسبت نے پوری اُمت کو وحدت کی لڑی میں پرو رکھا ہے۔

ولی عہد محمد بن سلمان نے پاکستان میں 20 ارب ڈالر کی سرمایہ کاری اور دیگر مختلف اقتصادی و معاشی منصوبوں کے معاہدات کیے۔ انھوں نے سعودی جیلوں میں سیکڑوں پاکستانی قیدیوں کی فوری رہائی کا حکم بھی جاری کیا، جس پر عمل درآمد بھی شروع ہو گیا ہے۔

پاکستان اس وقت شدید معاشی بحران کا شکار ہے، ایسے مشکل وقت میں سعودی عرب نے ہمیشہ کی طرح پاکستان کا ہاتھ تھام کر ایک محبوب اور کریم بھائی کا کردار ادا کیا، جس پر پاکستانی قوم اپنے بھائی کی ممنون ہے۔ یہ بات اب پاکستانی حکمرانوں کے کردار اور قابلیت پر منحصر ہے کہ وہ ان معاہدات پر عمل درآمد کو کس قدر اور کتنے وقت میں ممکن بناتے سکتے ہیں۔ چونکہ اُمّتِ مسلمہ کے روحانی مراکز ''حرمین کریمین'' سعودی عرب میں ہیں، اس لیے مسلم ممالک کو درپیش مسائل کے حل اور دنیا کے مختلف ممالک میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کے خاتمے کے لیے بھی ملّت اسلامیہ کی نظریں فطری طور پر سعودی عرب کی طرف ہی اٹھتی ہیں کہ وہ فلسطین، کشمیر، افغانستان اور ارکان کے مظلوم مسلمانوں کو ظلم سے نجات دلانے کے لیے قائدانہ کردار ادا کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ ترکی اور پاکستان کے تاریخی پس منظر کی وجہ سے بہت ساری توقعات ان سے بھی وابستہ ہیں۔ مسلم اُمّہ کے مسائل کا حل بہر حال ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے، جس سے عہدہ برآ ہونے کے لیے ان ممالک کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ یہ کارنامہ عالمی استعمار کے اسلام دشمن ایجنڈے کو پوری طرح سمجھ کر مسلم ممالک کے اتحاد اور منظم منصوبہ بندی کے بغیر ممکن نہیں۔

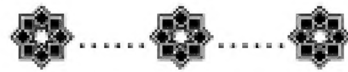
وزیر اعظم عمران خان نے راجن پور میں خطاب کرتے ہوئے اپنے اس دعوے کو ایک بار پھر دہرایا کہ:

'' نئے پاکستان کا مطلب قائد اعظم اور علامہ اقبال کا پاکستان ہے، وہ ایک خواب تھا جس کے لیے قربانیاں دیں، اگر وہ پاکستان ہم نے نہ بنایا تو اس کا وجود ختم ہو جائے گا۔ ہم پوری کوشش کریں کہ پاکستان کو ریاستِ مدینہ کے اصولوں پر کھڑا کریں''۔

امر واقعہ یہ ہے کہ بانی پاکستان محمد علی جناح اور مصور پاکستان علامہ اقبال کے پاکستان کی بات تو قوم اکہتر برسوں سے سن رہی ہے۔ نظریۂ پاکستان کا شور بھی بر پا رہا لیکن ریاست مدینہ کی طرز کے پاکستان کی صدا بھی چند برسوں سے قوم کے کانوں سے ٹکرا رہی ہے۔ ماضی کے حکمرانوں نے تو اقبال اور جناح کا نام لے کر نظریۂ پاکستان سے عملی انحراف کیا اور نتیجتاً پاکستان کو دولخت کر دیا۔

اور اب ریاستِ مدینہ کا نام لے کر ملک کی نظریاتی شناخت ختم کی جا رہی ہے۔ اس مقدس نعرے کے دعوے داروں کی پوری ٹیم اپنے وجود پر سرکارِ مدینہ سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام کو تو نافذ کر نہیں سکی، ریاست پر کیسے نافذ کرے گی؟ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ''یعنی اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ حکمرانوں کے اب تک کے اعمال تو ان کی بدنیتوں کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ ان کے قول وفعل میں کھلا تضاد ہے۔ جس نظام کے تحت حکمران اقتدار کے سنگھاسن پر براجمان ہوئے یا کرائے گئے، اس میں ریاست مدینہ کے دعووں کی تکمیل کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس لیے وہ اب تک کوئی قدم نہ اٹھا سکے، نہ کوئی پیش رفت ہوئی اور نہ اس کی کوئی امید کی جا سکتی ہے۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا معاملہ ہے۔ ریاستِ مدینہ کی مقدس اصطلاح کو عالمی استعمار کے ایجنڈے کی تکمیل کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ جس طرح ابھی کچھ عرصہ پہلے جہاد کا نعرہ لگا کر مسلمانوں کا قتلِ عام کرایا گیا، اب پھر وہی آموختہ دہرانے کی منظم سازش کی جا رہی ہے۔ جناح اور اقبال کے پاکستان کے دعوے دار اُن کے نظریات سے منحرف ہو کر فرار کی راہ اختیار کر رہے ہے۔

بانی پاکستان نے اسرائیل کو ناجائز ریاست قرار دے کر تسلیم کرنے سے انکار کیا تو آج پاکستان کے مقتدر اسرائیل کو تسلیم کرنے کی بات کر رہے ہیں۔ اقبال نے قادیانیوں کو اسلام اور وطن کا ''غدار'' اور ''قادیانیت'' کو ''یہودیت'' کا چربہ کہا، لیکن موجودہ حکمران، یہودی ایجنٹ قادیایوں کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ پاکستان کی نظریاتی اساس وشناخت ختم کر کے ریاستِ مدینہ کی بجائے ملک کو سیکولر بنانے کا سفر شروع ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کے حکمرانوں کو ہدایت عطا فرمائے اور وطن عزیز پاکستان کی حفاظت فرمائے



تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت مارچ 1953ء

عبداللطیف خالد چیمہ

پاکستان بن گیا تو مجلس احرار اسلام نے مسلم لیگی حکمرانوں کے لیے راستہ چھوڑ دیا اور انتخابی سیاست سے کنارہ کشی اختیار کی کہ حکمران کلمہ طیبہ کی بنیاد پر حاصل کرنے والے خطہ ارضی پر اسلام نافذ کریں، لیکن ہوا اس کے اُلٹ! ہر دین و وطن دشمن گروہ کو پنپنے کے مواقع فراہم کئے گئے، بانیانِ پاکستان کے اساسی بیانات اور پالیسیوں سے انحراف برتا گیا اور سب سے بڑھ کر قادیانی فتنے کو پروان چڑھایا گیا، آنجہانی مرزا بشیر الدین محمود نے 1952ء کو قادیانیت کا سال قرار دیا، وزیر خارجہ ظفر اللہ خاں نے اپنی سرکاری حیثیت میں کراچی کے جلسۂ عام میں احمدیت کو زندہ مذہب اور اسلام کو مردہ مذہب قرار دیا، بیرون ممالک پاکستانی سفارت خانوں کو اِرتدادی تبلیغ کے اڈے بنا دیا گیا اور پاکستان کے اقتدار پر خون مارنے کی تیاریاں ہونے لگیں۔

ایسے میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور احرار رہنماؤں نے صورتحال کو بھانپ کر ملک کے تمام مکاتب فکر کو اکٹھا کیا اور حضرت مولانا ابوالحسنات قادری مرحوم کی سرپرستی میں ''کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت'' کا قیام عمل میں لایا گیا۔ حکمرانوں کو چار مطالبات کا میمورنڈم پیش کیا، ☆ لاہوری و قادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ ☆ مسٹر ظفر اللہ خاں کو وزارت خارجہ سے الگ کیا جائے۔ ☆ قادیانیوں کو سول اور فوج کے کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے۔ ☆ ربوہ کی بقیہ اراضی پر مہاجرین کو آباد کیا جائے۔ حکمرانوں نے ان مطالبات کو تسلیم کرنے کی بجائے، یہ کہا کہ ایسا کرنے سے امریکہ ہماری گندم بند کر دے گا۔ مجلس عمل نے مطالبات کے لیے تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت کا اعلان کیا تو وقت کے ہلاکوؤں نے ریاستی مشینری کے ذریعے تحریک کو کچل دیا، لاہور، کراچی، ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، ساہیوال اور دیگر شہروں میں دس ہزار نہتے مسلمان گولیوں سے بھون دیئے گئے، مارشل لاء کا جبر سب سے پہلے لاہور میں آزمایا گیا، کئی جگہوں پر قادیانیوں کی فرقان بٹالین نے فوجی وردیاں پہن کر عاشقان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نشانہ بنایا، سب سے زیادہ گولیاں 5 اور 6 مارچ کو چلیں اور لاہور کا مال روڈ شہداء ختم نبوت کے مقدس خون سے لالہ زار ہو گیا، لاشوں کو دریائے راوی میں بہایا گیا یا چھانگا مانگا میں جلایا گیا، قیادت گرفتار ہو چکی تھی اور احرار کو خلاف قانون قرار دے کر فسطائیت کی انتہا کر دی گئی، تب حضرت امیر شریعت مرحوم نے فرمایا تھا کہ شہداء ختم نبوت کے خون کے نیچے میں

ایک ٹائم بم چھپا کے جا رہا ہوں جو اپنے وقت پر پھٹے گا اور قادیانی فتنہ اپنے انجام کو پہنچ کر رہے گا۔ اِنہی شہداء کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے ہم مارچ میں لاہور سمیت مختلف مقامات پر ختم نبوت کانفرنسیں اور اجتماعات منعقد کرتے ہیں ، جو یقیناً لہو گرم رکھنے کا ایک بہانہ ہوتا ہے، احرار 1953ء کے شہدا اور ان کے مقدس مشن کے وارث ہیں اور اس وراثت کو پورے جذبے کے ساتھ آگے منتقل کیا جا رہا ہے، آج حکمرانوں سمیت پوری ملت اسلامیہ پاکستان کا بھی فرض ہے کہ وہ قادیانی فتنے کی تباہ کاریوں سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کے لیے ہر ممکن آئینی کردار ادا کریں تا کہ ملک کی نظریاتی و جغرافیائی سرحدویں محفوظ ہو سکیں۔ اس موقع پر آغا شورش کاشمیری مرحوم کی کتاب تحریک ختم نبوت کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

''بلاشبہ اُس وقت تحریک پسپا ہوگی۔ خواجہ ناظم الدین کی برطرفی کے بعد لادین عناصر کا حوصلہ بڑھ گیا۔ ملک غلام محمد نے ''انقلاب'' کیا تو سردار عبدالرب نشتر کو بھی ان کے اسلامی ذہن کی پاداش میں کابینہ سے حذف کر دیا گیا، میاں مشتاق احمد گورمانی وزیر داخلہ تھے، مولانا ظفر علی خان کی شدید علالت کے پیش نظر راقم انہیں مولانا اختر علی خاں کی رہائی پر آمادہ کر رہا تھا کہ ان کے دولت کدہ پر سکندر مرزا آ گئے۔ مرزا ان دنوں ڈیفنس سیکرٹری تھے، انہیں معلوم ہوا کہ مولانا اختر علی خاں کی رہائی کا مسئلہ ہے تو بھڑک اُٹھے۔ فرمایا کہ وہ رہا نہیں ہو سکتے، راقم نے عرض کیا کہ اُن کے والد بیمار ہیں، کہنے لگے کہ وہ خود تو بیمار نہیں؟، راقم نے کہا ان کے والد کی عظیم خدمات ہیں، اسی کے پیش نظر اختر علی خاں کو رہا کر دیا جائے۔ سکندر مرزا نے باپ اور بیٹے دونوں کو گالی لڑھکا دی اور کہا: ''دونوں کو مرنے دو۔'' راقم نے مرزا صاحب کو ٹوکا کہ ہفتہ پہلے آپ کا بیٹا ہوائی حادثہ میں موت کی نذر ہو گیا ہے۔ اس قسم کے الفاظ آپ کو نہ بولنا چاہئیں۔ گورمانی صاحب نے راقم کے تیور دیکھ کر صحبت ختم کر دی، لیکن مرزا صاحب نے فرمایا یہ کابینہ کی غلطی ہے کہ اُس نے ان ملاؤں کو پھانسی نہیں دی۔ ہمارے مشورے کے مطابق پندرہ بیس علماء کو دار پر کھنچوا دیا جاتا یا گولی سے اُڑا دیا جاتا تو اس قسم کے جھمیلوں سے ہمیشہ کے لیے نجات ہو جاتی، جس صبح دولتانہ وزارت برخاست کی گئی اس رات گورنمنٹ ہاؤس لاہور میں سکندر مرزا کا ایک ہی بول تھا۔ ''مجھے یہ نہ بتاؤ فلاں جگہ ہنگامہ فرد ہو گیا یا فلاں جگہ مظاہرہ ختم کر دیا گیا۔ مجھے یہ بتاؤ وہاں کتنی لاشیں بچھائی ہیں۔ کوئی گولی بیکار تو نہیں گئی؟'' عبدالرب نشتر راقم کے بہترین دوست تھے ان سے اس مسئلہ پر گفتگو ہوئی تو فرمایا ''جن لوگوں نے شیدائیاں ختم نبوت کو شہید کیا اور اُن کے خون سے ہولی کھیلی ہے، میں اندر خانہ کے راز دار کی حیثیت سے جانتا ہوں کہ اُن پر کیا بیت رہی ہے؟ اور وہ کن حادثات وسانحات کا شکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب کا اطمینان سلب کر لیا اور ان کی روحوں کو سرطان میں مبتلا کر دیا ہے۔''

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم نے تحریک 53ء کے متعلق فرمایا تھا کہ اگر ''میرے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی یہ خیال ہو کہ میں اس تحریک کے ذریعے سیاسی اقتدار حاصل کروں گا، مجھ پر اور میرے اہل و

عیال پر غضب نازل ہو۔'' 7؍ستمبر 1974ء کو ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے دورِ اقتدار میں پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر لاہوری وقادیانی مرزائیوں کو ملک کے ساتویں غیر مسلم اقلیت قرار دیا، تب سے اب تک تحریک اپنے انجام کی طرف بڑھ رہی ہے اور جب تک یہ فتنہ ختم نہیں ہو جاتا یہ تحریک پر امن طور پر جاری رہے گی، اگرچہ ماضی قریب میں اس تحریک کو مبینہ طور پر ہائی جیک کر کے ایسے ہاتھوں میں دینے کی کوشش کی گئی، جن کے طرزِ عمل نے تحریک اور اس کے نتائج کو سبوتاژ کیا یا کروایا، تاریخ ایسے کرداروں کو پوری طرح بے نقاب کرکے رہے گی اور تحریک ختم نبوت امت مسلمہ کے بے لوث مجاہدین ختم نبوت کے ہاتھوں آگے بڑھتی رہے گی، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اتفاق واتحاد کے ساتھ کامیابیوں سے نوازیں، آمین یارب العالمین!

بنگلہ دیش اور قادیانیت

قادیانی فتنہ بنیادی طور پر برصغیر کا فتنہ ہے جسے انگریز سامراج نے پھلنے پھولنے کے لیے وسائل اور مواقع فراہم کئے، قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے پوری دنیا کو دھوکہ دیتے ہیں، کچھ ایسی ہی صورتحال بنگلہ دیش میں بھی پیدا ہوئی اور وہاں کی مذہبی جماعتیں اِس فتنے کی دھوکہ دہی کو بے نقاب کر رہی ہیں، اس حوالے سے یہ خبر ملاحظہ فرمائیں۔

''ڈھاکا (مانیٹرنگ ڈیسک) بنگلہ دیش کے کئی شہروں میں قادیانیوں کے خلاف مذہبی جماعتوں کی جانب سے مظاہرے کیے گئے ہیں، مذہبی جماعتوں کی جانب سے قادیانیوں کے سالانہ کنونشن کے انعقاد کے خلاف مظاہرے کیے جارہے ہیں۔ مذہبی جماعتوں کا مطالبہ ہے کہ اس کنونشن کو بند کیا جائے اور حکومت قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کرے۔ مقامی میڈیا کے مطابق کئی شہروں میں ہونے والے مظاہروں میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمان شریک ہوئے۔ کئی مقامات پر پولیس اور مشتعل مظاہرین کے درمیان جھڑپیں ہوئیں، جس سے 50 سے زائد مظاہرین زخمی ہوگئے، جن میں سے ایک کی حالت تشویش ناک ہے۔ مذہبی جماعتوں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانیوں کے سالانہ کنونشن کے انعقاد کو بند کیا جائے اور حکومت قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کرے۔

(روزنامہ ''اسلام'' لاہور صفحہ اوّل 14؍فروری 2019ء)

چونکہ یہ فتنہ ہندوستان میں پیدا ہوا اور پاکستان کی حکومت نے سب سے پہلے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت ڈیکلیئر کیا لہٰذا حکومت پاکستان سفارتی سطح پر بنگلہ دیش کی حکومت سے رابطہ کر کے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت سمجھائے اور قادیانیت کے مضمرات سے آگاہ کرے، ہم سمجھتے ہیں کہ اس سلسلہ میں رابطہ عالم اسلامی کی تقلید واتباع بھی ضروری ہے۔ بنگلہ دیش کی حکومت کو چاہیے کہ وہ قادیانیت نوازی ترک کر دے، قادیانیوں کی ارتدادی تبلیغ کو روکے اور اپنے آئین میں ترمیم کر کے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے۔ تاکہ یہ فتنہ مسلمانوں کا ٹائٹل استعمال کر کے دنیا کو دھوکہ نہ دے سکے۔

فضائلِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی مستند احادیث

محمد ظفر اقبال

(امیر المؤمنین سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں وارد ہونے والی احادیث کو اس زمانے کے بعض ناقدین نے طعن وتنقیص کا ہدف بنایا ہے۔ جناب محمد ظفر اقبال کا یہ مضمون ان کی محققانہ تصنیف ''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ..... گمراہ کن غلط فہمیوں کا ازالہ'' میں شامل ہے اور پیر نصیر الدین گولڑوی مرحوم کی کتاب ''نام ونسب'' میں وارد ہونے والے اس اعتراض کے پس منظر میں تحریر کیا گیا ہے جس کے مطابق حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مدح ومنقبت میں کوئی ایک بھی حدیث صحیح نہیں، موضوع کی سنجیدگی اور لہجے کی متانتِ استدلال کی وجہ سے یہ مضمون شاملِ اشاعت کیا جارہا ہے۔ ادارہ)

☆......☆......☆

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں چند احادیث ہم ناظرین کرام کی خدمت میں پیش خدمت ہیں، جن کو اکابر محدثین رحمہم اللہ نے اپنی تصانیف میں درج فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمایے:

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

۱۔ " اللّٰھُمَّ عَلِّمْهُ الْکِتَابَ والْحِسَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ "

ترجمہ: اے اللہ! معاویہ کو کتاب وحساب کا علم عطا فرما اور اسے عذاب سے محفوظ فرما۔

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" ھذا الحدیث رواتہ ثقات ، لکن اختلفوا فی صحبة عبدالرحمن والاظھر انه صحابی ، روی نحوه من وجوه آخر "(تاریخ اسلام، ج:۲، ص:۳۰۹)

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''در احادیث نبوی باسناد ثقات آمدہ''۔ (مکتوبات: دفتر اوّل، مکتوب ۲۵۱)

(احادیث نبویہ میں ثقہ سندوں سے وارد ہوا ہے)

۲۔ حضرتِ عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

" اللّٰھُمَّ عَلِّمْ معاویة الْکِتَابَ والْحِسَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ "

(مسند احمد، ج:۴، ص: ۱۵۷ تحت مسند عرباض بن ساریہ)

ترجمہ: اے اللہ! معاویہ کو کتاب وحساب کا علم دے اور عذاب سے محفوظ رکھ۔

مسند احمد کی اس حدیث کے صحیح ہونے کا تو مصنف ''نام ونسب'' انکار نہیں کر سکتے، کیونکہ وہ خود ''مسندِ احمد'' کے بڑے مداح ہیں اور اُن کا کہنا ہے:

''غالباً کوئی حدیث ایسی نہیں، جس کی اصل اس مسند میں نہ ہو اور یہ دیگر مسانید سے ''صحیح تر'' ہے۔

(نام ونسب، ص:۵۴۷)

علامہ عبدالعزیز فرہاروی رحمہ اللہ (م:۱۲۳۹ھ) نے امام مجد الدین ابن الاثیر کے حوالہ سے اس حدیث کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔ (الناہیہ، ص:۳۹)

۳۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ دعا فرمائی:

'' اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِياً مَّهْدِيًّا وَ اهْدِ بِهٖ . قال الترمذی حسن غریب.

(جامع ترمذی، ص:۵۴۷۔ کتاب المناقب، باب مناقب معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما)

ترجمہ: اے اللہ معاویہ کو (لوگوں کے لیے) ہادی بنا، ہدایت یافتہ فرما اور ان کے ذریعے دوسروں کو ہدایت عطا فرماء۔

۴۔ عمیر بن سعد کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر سوائے بھلائی کے مت کرو، کیونکہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:

'' اَللّٰهُمَّ اهْدِهٖ ''(ترمذی شریف، ص:۵۴۷۔ ابواب المناقب، باب مناقب معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما)

ان احادیث پر حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ کا تبصرہ:

ہماری ذکر کردہ چاروں احادیث حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (م:۷۷۴ھ) نے البدایہ والنہایہ میں نقل فرمائیں۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ان روایات کے نقل کے بعد آخر میں لکھتے ہیں:

'' واکتفینا بما اوردناہ من الاحادیث الصحاح والحسان والجیاد عما سواھا من الموضوعات والمنکرات. (البدایہ والنہایہ، ج:۸، تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: ہم نے صحیح، حسن اور جید احادیث ہی کے ذکر پر اکتفا کیا ہے۔ موضوع، منکر روایات سے احتراز کیا ہے۔

تائیدات:

منقولہ بالا احادیث کے ساتھ ساتھ ہم سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں چند احادیث اور پیش کر رہے

ہیں جو ''صحیح'' ہیں اور مصنف ''نام و نسب'' کو ایاز! قدر خود را بشناس کا مشورہ دیتے ہیں۔

۱۔　صحیح بخاری '' باب ما قیل فی قتال الروم '' میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے:

'' اول جیش من امتی یغزون البحر قد اوجبوا ''

(صحیح بخاری، ج:۱،ص:۴۱۰۔کتاب الجہاد، باب قیل فی قتال الروم)

ترجمہ:　میری اُمّت کا پہلا لشکر جو بحری جہاد کرے گا، انھوں نے (جنت اپنے لیے) واجب کر لیا ہے۔

اس بات پر اُمّت کا اجماع ہے کہ اس ''اوّل جیش'' کے ''امیر جیش'' سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تھے، کیا یہ حدیث صحیح ان کی فضیلت میں نہیں ہے؟ اور کیا ناقد کو اس طرح جنت کی سند حاصل ہے؟

حافظ ابن حجر عسقلانی اور حافظ بدرالدین عینی الحنفی رحمہما اللہ فرماتے ہیں:

'' قال المهلب فی هذا الحدیث منقبة لمعاویة رضی اللہ عنہ لانه اوّل من غزا البحر ''

ترجمہ:　مہلب نے کہا کہ اس حدیث میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت ہے، کیونکہ وہی پہلے شخص ہیں جنھوں نے سب سے پہلے سمندر پار جہاد کیا۔

(فتح الباری، ج:۶،ص:۱۰۲، کتاب الجہاد، باب ما قیل فی قتال الروم۔عمدۃ القاری، ج:۱۴۔کتاب الجہاد، باب ما قیل فی قتال الروم)

لہٰذا یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے بہت بڑی فضیلت ہے اور اس دنیا میں بشارتِ جنت نہایت سعادت مند ہے، فلہٰذا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں عدم فضیلت کا قول کسی طرح درست نہیں۔

حضرت عبدالملک بن عمیر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

ترجمہ:　''اے معاویہ! جب تمھیں اقتدار نصیب ہو تو لوگوں سے حسن سلوک کرنا''۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱۱،ص:۱۴۷۔۱۴۸، کتاب الامراء)

درج بالا حدیث کے بارے میں علامہ ابن حجر المکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ترجمہ:　''یہ حدیث درجۂ حسن میں ہے، جیسا کہ معلوم ہے اور یہ حضرت معاویہ رضی اللہ کے فضائل میں قابلِ استدلال ہے''۔

(المطالب العالیہ، ج ۴،ص:۱۰۸۔تحت باب فضائل معاویہ رضی اللہ عنہ)

تائید مزید:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا کاتب وحی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ سے جاری شدہ خطوط و فرامین کا کاتب ہونا، آپ رضی اللہ عنہ کی بڑی عظیم فضیلت ہے۔سیرت کی کتابوں میں جہاں کاتبانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ

ہے، وہاں آپ رضی اللہ عنہ کا نامِ نامی اسمِ گرامی بھی ہے۔ (ملاحظہ ہو: الاستیعاب تحت الاصابہ۔ مجمع الزوائد۔ البدایہ والنہایہ۔ جوامع السیرۃ۔)

خدمت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت کے آگے ساری دنیا کی دولت ہیچ ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بار بار یہ سعادت میسر آئی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ کا واقعہ بیان کرتے ہیں:

ترجمہ: ''ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مشقص (لوہے کا خاص قسم کا آلہ) کے ساتھ کاٹے''۔ (صحیح بخاری، ج:۱،ص:۲۳۳۔ کتاب الحج، باب الحلق والتقصیر عند الاحلال)

آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ ''بال مبارک'' اور ''ناخن مبارک'' بھی بطور تبرک موجود و محفوظ تھے، جسے آپ نے اپنے کفن میں رکھنے کی وصیت کی تھی جو پوری ہوئی۔ (تاریخ الخلفاء مترجم، ص:۷۰)

پھر غزوات (مثلاً حنین، طائف، تبوک) میں آپ رضی اللہ عنہ کی شرکت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے نسبی تعلقات...... یہ وہ فضائل ہیں جنھیں ''ناقدینِ معاویہ رضی اللہ عنہ'' اپنے باطن کی آلودگی سے کبھی گدلا نہیں کر سکتے ہیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ حجۃ الوداع میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، پیر سید محمد کرم شاہ ازہری صاحب رقم طراز ہیں:

''پھر ظہر سے پہلے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کی طرف اپنی ناقہ پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو بٹھایا ہوا تھا اور جا کر طوافِ افاضہ کیا۔ اسی کو طوافِ صدر اور طوافِ زیارت بھی کہتے ہیں''۔ (ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج:۴،ص:۷۶۸، باب: حجۃ الوداع)

ان سب کے علاوہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا نہ صرف صحابی بلکہ ایک فقیہ اور مجتہد صحابی رسول ہونا بذاتِ خود ایک عظیم فضیلت ہے اور فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم میں قرآن کی جتنی آیات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی احادیث موجود ہیں، وہ سب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے ایک مستقل بابِ فضیلت رکھتی ہیں، ان فضائل کے ہوتے ہوئے اگر دوسرے فضائل نہ بھی ہوں تو اس سے آپ کی شان میں کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہوتی۔

حافظ ابنِ قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''یعنی ان لوگوں کی مراد یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خصوصی مناقب کے لیے عدمِ صحت حدیث کا قول ہے، ورنہ وہ تمام صحیح و مُسلَّم مناقب جو صحابۂ کرام اور قریش کے لیے کتاب و سنت میں علی العموم موجود ہیں، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اُن میں داخل ہیں''۔

حافظ جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ کا حوالہ:

مُصنف نے ''عدمِ فضیلت'' کے اعتراض میں علامہ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اپنا ہم نوا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور تاریخ الخلفاء، ص: ۱۳۹ کا حوالہ دیا ہے۔ لیکن ہمیں تلاشِ بسیار کے باوجود حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ''عدمِ فضیلت'' کا قول نہ مل سکا۔ ہاں! سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ جملے ضرور ملے:

''امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک عرصہ تک دربارِ رسالت میں کتابتِ وحی کے فرائض انجام دیے اور بحیثیت کاتب ایک سو تریسٹھ (۱۶۳) احادیث کے راوی ہیں، آپ کے حوالہ سے صحابہ رضی اللہ عنہ نے منجملہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابن عمر رضی اللہ عنہما، ابن زبیر رضی اللہ عنہما، ابودرداء رضی اللہ عنہ، جریر بجلی رضی اللہ عنہ، نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ وغیرہ اور تابعین نے منجملہ ابنِ مسیّب، حمید بن عبدالرحمٰن وغیرہ نے احادیث بیان کی ہیں، ہوشیاری و بُردباری میں مشہور تھے۔ آپ کی فضیلت میں اکثر احادیث وارد ہیں۔ ترمذی نے ابن عمیرؓ صحابی کی زبانی لکھا ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے یہ دعا کی: ''اے اللہ! انھیں ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنادے''۔ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی زبانی لکھا ہے: ''میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''اے اللہ! معاویہ کو کتاب اور حساب سکھادے اور عذاب سے محفوظ رکھ''۔ ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ اور طبرانی نے عبدالملک بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی لکھا ہے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ نے کہا، جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ ''اے معاویہ! جب تمھیں اقتدار نصیب ہو تو لوگوں سے حسنِ سلوک کرنا'' اُس وقت سے مجھے امید تھی کہ میں خلیفہ ضرور بنوں گا۔ (تاریخ الخلفاء، ص: ۶۵، تحت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ)

حضرتِ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''باید دانست کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما یکے از اصحاب آنحضرت بود او صاحب فضیلت جلیلہ و زمرۂ صحابہ رضی اللہ عنہم زنہار در حق او سوءِ ظن نکنی و در ورطۂ سب او نہ افتی تا مرتکب حرام نشوی''۔ (ازالۃ الخفاء، فصل پنجم)

ترجمہ: ''جاننا چاہیے کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما ایک شخص تھے، اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے اور زمرۂ صحابہ رضی اللہ عنہم میں بڑے صاحب فضیلت تھے، تم کبھی ان کے حق میں بدگمانی نہ کرنا اور ان کی بدگوئی میں مبتلا نہ ہونا ورنہ تم حرام کے مرتکب ہو گے''۔

کیا اب بھی ہم نہ کہیں ۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

ایک اور طرز سے:

چلیے کچھ دیر کے لیے ہم ان تمام دلائل کو چھوڑ کر مصنف کے تحریر کردہ جملوں پر غور کرتے ہیں کہ کیا اس سے فضائل معاویہ رضی اللہ عنہ کی تمام احادیث کی نفی ہو جاتی ہے؟ موصوف کا کہنا ہے:

''صاحب فتح الباری فرماتے ہیں کہ امام احمدؒ نے اپنے کلام میں اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ لوگوں نے جناب امیر معاویہؓ کے لیے اپنی طرف سے فضائل ومناقب کی ''جو روایات'' گھڑ لی ہیں۔ ان کی کوئی اصل نہیں اور فضائلِ معاویہؓ میں بہت سی احادیث مروی ہیں لیکن ان میں کوئی روایت نہیں جو اسناد کے لحاظ سے صحیح ہو''۔

(نام ونسب، ص: ۵۱۵)

صاحب فتح الباری حضرت امام احمد رحمہ اللہ کا یہ اشارہ نقل کر رہے ہیں کہ لوگوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں ''جو روایات'' گھڑ لی ہیں، وہ جعلی ہیں، ان کی کوئی اصل نہیں۔ اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ فضائل معاویہ رضی اللہ عنہ میں کوئی روایت ثابت ہی نہیں ہے۔ خود حضرتِ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مسند میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل کی احادیث نقل کی ہیں۔

اگر وضعی اور گھڑی ہوئی روایات کے انکار سے کل روایات کی نفی لازم آتی ہے تو قبلہ! سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا نمبر تو بعد میں ہے، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے زیادہ کسی کے فضائل میں احادیث میں وضع کی گئی ہیں، حافظ ذہبی رحمہ اللہ، عامر الشعبی رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں:

ترجمہ: ''اُمت میں جس قدر جھوٹ سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر باندھا گیا ہے، اس قدر کسی پر نہیں باندھا گیا''۔

(تذکرۃ الحفاظ، ج:۱، ص: ۸۲۔ تحت ذکر ابو عامر الشعبی)

حافظ ابن قیم جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''حافظ ابو یعلیٰ الخلیلی ''کتاب الارشاد'' میں فرماتے ہیں کہ روافض نے فضائل علیؓ اور فضائلِ اہل بیت میں تین لاکھ احادیث گھڑ کر پھیلا دی ہیں''۔ (المنار المنیف، ص: ۱۰۸۔ فصل: ۳۰)

حافظ خلیلی رحمہ اللہ کے اس ارشاد پر حافظ ابن قیم رحمہ اللہ یوں مہر ثبت تصدیق ثبت کرتے ہیں:

ترجمہ: ''اور (حافظ خلیلی کی) اس بات میں کوئی استبعاد نہیں، اگر تم (وضع شدہ مواد کی) جستجو کرو گے تو معاملہ ایسا ہی پاؤ

گے جیسا کہ حافظ الخلیلی نے کہا ہے''۔(المنار المنیف ،ص:۱۰۸، فصل:۳۰)

حضرات علمائے کرام کے ان بیانات کے بعد اب اگر کوئی نادان فضائلِ علی رضی اللہ عنہ اور اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کی تمام احادیث کا انکار کر دے جیسا کہ مُصنف ''نام ونسب'' نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا ہے تو پھر اس کے لیے سوائے ہدایت کی دعا کے اور کیا کیا جا سکتا ہے۔ اب رہا مصنف کا آخری جملہ کہ:

''فضائلِ معاویہ رضی اللہ عنہ میں بہت سی احادیث مروی ہیں، لیکن اس میں کوئی ایسی روایت ایسی نہیں جو اسناد کے لحاظ سے صحیح ہو۔''

اس بحث میں دو باتیں لائقِ توجہ ہیں:

(۱) یہ بات گھڑی ہوئی روایات کے بارے میں کہی جا رہی ہے، کیونکہ سلسلۂ کلام پیچھے سے جعلی احادیث کے بارے میں چل رہا ہے کہ فضائلِ معاویہ رضی اللہ عنہ میں جو گھڑی ہوئی روایات مروی ہیں، ان میں سے کوئی روایت ایسی نہیں جو اسناد کے لحاظ سے صحیح ہو، یہ بات ہمارے مؤقف کے ہرگز خلاف نہیں، بلکہ ہم بھی وضعی اور جعلی روایات کا انکار کرتے ہیں، خواہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہوں یا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں، جناب احمد رضا خان صاحب بریلوی فرماتے ہیں:

''انصافاً یونہی وہ مناقبِ امیرِ معاویہ و عمر بن عاص رضی اللہ عنہما کے صرف نواصب کی روایت سے آئیں کہ جس طرح روافض نے فضائلِ امیر المؤمنین و اہلِ بیت رضی اللہ عنہم میں قریب تین لاکھ حدیثوں کے وضع کیں۔ كما نص عليه الحافظ ابو يعلىٰ و الحافظ الخليلي في الارشاد۔ یونہی نواصب نے مناقبِ معاویہ رضی اللہ عنہ میں حدیثیں گھڑیں، كما ارشد اليه الامام الذاب عن السنة احمد ابن حنبل رحمه الله.

(فتاویٰ رضویہ جدید، ج:۵، ص:۴۶۱)

(۲) اگر اس بیان سے فضائلِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی تمام احادیث کا انکار مقصود ہے تو یہ بیان مشاہدہ اور نقل دونوں کے خلاف ہے، کیونکہ جمہور محدثین فضائلِ معاویہ رضی اللہ عنہ میں واردشدہ احادیث کو ''صحیح'' اور ''حسن'' قرار دیتے ہیں۔

(۳) اور جہاں تک ضعیف روایات کی بات ہے تو فضائل کے باب میں ضعیف روایات بھی مقبول ہوتی ہیں، جیسا کہ ملا علی قاری نے الموضوعات الکبیر، علامہ ابن حجر مکی نے تطہیر الجنان، علامہ سخاوی نے المقاصد والحسنہ اور علامہ محمد بن عراق نے تنزیہ الشریعہ میں اس پر تفصیلی کلام کیا ہے۔

اگر ضعیف روایات قابلِ قبول نہ ہوں تو خود فضائلِ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بے شمار روایات کو چھوڑ دینا ہوگا۔

حافظ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ کا حوالہ:

مصنف ''نام ونسب'' نے ''عدمِ فضیلت'' کے اعتراض میں شیخ الاسلام حافظ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ کو بھی اپنا ہم مسلک ثابت کرنے کی سعی فرمائی ہے، اس سلسلہ میں مصنف ''نام ونسب'' نے حضرت شیخ الاسلام کی کتاب منہاج السنۃ کا حوالہ بھی دیا ہے، پہلے وہ حوالہ اور اس پر مصنف کا تبصرہ ملاحظہ ہو، پھر ہمارا جواب......

''شیخ ابنِ تیمیہ اگرشیعوں کے شدید مخالف ہیں اور ان کے عقائدِ باطلہ کی تردید میں ایک ضخیم کتاب منہاج السنۃ کے نام سے تصنیف کی، جسے آفاقی شہرت ومقبولیت حاصل ہوئی، اس منہاج السنۃ میں ابن تیمیہؒ، جناب معاویہؓ کے فضائل اور ان کے اجتہاد کے سلسلہ میں مروی احادیث کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں: ''ہاں معاویہ کے ساتھ مروانیہ وغیرھم کا ایک بڑا گروہ ہے، وہ لوگ جنھوں نے ان کے ساتھ مل کر لڑائی کی یا ان کے بعد جوان کے متبعین ہوئے، وہ کہتے ہیں کہ وہ (معاویہؓ) علی المرتضیٰؓ کے ساتھ لڑائی کے معاملہ میں حق پر تھے اور معاویہؓ مجتہد ومصیب تھے اور علی المرتضیٰ یا ان کے ساتھی ظالم تھے یا خطائے اجتہادی میں مبتلا تھے اور اس سلسلہ میں معاویہؓ کے لیے بہت سی کتابیں بھی لکھی گئی ہیں، جیسے کتاب المروانیۃ، جس کے مصنف جاحظ ہیں......اور ''ایک گروہ'' نے تو معاویہؓ کے فضائل میں من گھڑت روایات اور احادیث رسالت مآب سے روایت کیں لیکن وہ سب کی سب جھوٹ اور اس سلسلہ میں ان کے لمبے چوڑے دلائل ہیں، یہاں جن کے ذکر کا موقع نہیں لیکن یہ لوگ اس بارے میں اہل سنت کے نزدیک خطا پر ہیں، اگرچہ روافض کی خطا ان کی خطا سے بڑھ کر ہے۔ (منہاج السنۃ......ج ۲،ص: ۲۰۷)

......شیخ ابن تیمیہؒ نے شیعہ سے شدید مخالفت کے باوجود حق بات کہہ دی اور حق یہ ہے کہ اہلِ حق کا حق بھی یہی ہے کہ مخالفت کے باوجود حقائق کو تسلیم کریں، شیعہ سے ان کی مخالفت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ شیخ ابن تیمیہؒ جہاں خوارج اور بنواُمیہ کے اس منظم گروہ کا ذکر کر رہے ہیں، جنھوں نے جناب امیر معاویہؓ کے فضائل ومناقب میں احادیث وضع کیں، وہاں یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ شیعوں کی خطا ان سے بڑی خطا ہے، ایسے انسان کا فضائلِ جنابِ معاویہؓ کے سلسلہ میں مروی احادیث کے لیے ''کل کذب'' (وہ سب روایات جھوٹی ہیں)، کہنا خصوصی اہمیت رکھتا حالانکہ شیعہ کو نیچا دکھانے کے لیے وہ یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ اگر فضائلِ اہلِ بیت میں مروی احادیث صحیح ہیں تو جنابِ معاویہؓ کے حق میں مروی احادیث بھی پایۂ صحت کو پہنچی ہوئی ہیں مگر انھوں نے ایسا نہیں کیا ؎

''خدا رحمت کنند ایں عاشقانِ پاک طینت را''

(نام ونسب، ص: ۵۱۷۔۵۱۹)

الجواب:

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے دیے گئے حوالہ اور اس سے مصنف کے اخذ شدہ مضمون (جو ان کی ''علمیت'' اور ''کمالِ اخذ واستنباط'' پر پوری طرح گواہ ہے) پر ہم وہی کہنا چاہتے ہیں جو امیر المؤمنین ویعسوب المسلمین سیدنا ومولانا علی رضی اللہ عنہ نے خوارج سے کہا تھا:

''ھذہ کلمۃ حق یراد بھا باطل'' (البدایہ والنہایہ)

مصنف نے حافظ ابن تیمیہؒ کے ذکر کردہ حوالہ سے جو مفہوم ومراد اخذ کیا ہے، وہ خارجیوں ہی کے قبیل سے ہے۔

(۱) سب سے پہلی بات تو یہ کہ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ ان حضرات کے اس خیالِ فاسد کی تردید فرما رہے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائی کے معاملہ میں ظالم یا خطائے اجتہادی کے مرتکب تھے، اس سے حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ وہ معاذ اللہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو (مصنف ''نام و نسب'' کی طرح) باطل پر اور خطائے منکر کا مرتکب گردانتے تھے۔ وہ جہاں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مخصوص فضائل اور ان کے ''احق بالخلافۃ'' اور ''مشاجرات میں ''اقرب الی الحق'' ہونے کے قائل ہیں، وہیں وہ حضراتِ علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کے باہمی اختلاف کو ''اجتہادی'' مانتے ہیں...... ہاں! ابنِ تیمیہؒ نے ایک نصیحت ضرور کی ہے جسے بطورِ عبرت نقل کر دیتا ہوں:

ترجمہ: ''اسی لیے مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں خاموشی اہلِ سنت والجماعت کا مذہب ہے، کیونکہ ان کے فضائل ثابت اور ان سے محبت واجب ہے اور ان کے ذریعہ سے جو واقعات وقوع پذیر ہوئے، ان کے بارے میں ان کے نزدیک ایسے عذر ہوں گے جن تک ہر انسان کی رسائی نہیں، اکثر لوگوں سے وہ مخفی ہیں، نیز ان میں سے بعض تائب ہو گئے ہوں اور بعض مغفور ہوں گے، ان کے باہمی جھگڑوں میں بحث کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بہت سے لوگوں کے دلوں میں ان کے خلاف بغض اور مذمت کے جذبات پیدا ہو جائیں گے، اسی طرح وہ شخص خطا کار اور گناہ گار ہوگا اور اپنے ساتھ اس شخص کو بھی نقصان میں ڈال دے گا جو اس کے ساتھ بحث اس بارے میں بحث کرے گا، جس طرح اکثر کلام کرنے والوں میں مشاہدہ کیا گیا ہے، وہ عموماً ایسی باتیں کرتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ناپسندیدہ ہوتی ہیں جو فی الواقع مستحق ذم نہیں ہوتے اور ان کی مذمت اور جو چیزیں قابل مدح نہیں ہوتی، ان کی مدح کر جاتے ہیں۔ اسی لیے افاضلِ سلف کا طریقہ یہ رہا کہ اس بارے میں خاموشی اختیار کی جائے''۔

(منہاج السنۃ، ج:۲،ص:۲۱۹۔۲۲۰، فصل قال الرافضی وکان بالیمن یوم الفتح الخ)

مصنف نام ونسب حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی اس بات کا جسے وہ ''افاضل سلف کا طریقہ'' فرمارہے ہیں کتنا پاس و لحاظ رکھا؟

(۲) حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''ایک گروہ نے تو حضرت معاویہ رضی اللہ کے فضائل میں من گھڑت روایات اور احادیث رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیں لیکن وہ سب کی سب جھوٹی ہیں''۔

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی ان عبارات سے مصنف ''نام ونسب'' نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب وفضائل میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنی احادیث مروی ہیں، ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک کل کذب، وہ سب کی سب جھوٹی ہیں...... حالانکہ ایسا نہیں ہے حضرت شیخ الاسلام رحمہ اللہ تو ان روایات کی نفی فرمارہے ہیں جو ''ایک گروہ'' نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل کو ثابت کرنے کے لیے گھڑی ہیں، اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ فضائلِ معاویہ میں وارد شدہ احادیث ''سب کی سب'' کی جھوٹی ہیں۔

خود فتاویٰ ابن تیمیہؒ میں حضرت شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل پر بڑا جید کلام فرمایا ہے اور فضائلِ معاویہ رضی اللہ عنہ میں ہماری نقل کردہ احادیث میں سے ایک حدیث کو بطورِ استدلال پیش کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنا کاتب بنایا اور ان کے بارے میں فرمایا: اے اللہ! معاویہ کو کتاب وحساب کا علم دے اور عذاب سے محفوظ فرما''۔

کیا حافظ ابن تیمیہؒ نے اس حدیث کو موضوع ومن گھڑت جانتے ہوئے بھی اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے؟ اور کیا اب مصنف ''نام ونسب'' کے نزدیک حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر **من کذب علیّ متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار** کی وعیدِ شدید صادق نہیں آئے گی؟

(۳) مصنف ''نام ونسب'' لکھتے ہیں کہ ''شیخ ابنِ تیمیہؒ نے شیعہ سے شدید ''مخالفت'' کے باوجود حق بات کہہ دی''

عزیزِ من! شیخ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ کو شیعہ سے شدید ''اختلاف'' ہے نہ کہ ''مخالفت''......اختلاف اور مخالفت میں فرق ہوتا ہے، جس سے اہلِ علم بخوبی واقف ہیں، آپ کو تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے اختلاف کا حق بھی نہیں، مگر آپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ''مخالفت'' پر کمربستہ ہیں ؎

اے طفلِ خود معاملہ قد سے عصا بلند

(ماخوذ: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ''گمراہ کن غلط فہمیوں کا ازالہ'')

صحابہ رضی اللہ عنہ کی باہمی مشاجرات کی عجیب توجیہ

ملفوظ: قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرّہٗ

مولانا عاشق الٰہی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ بعد عصر حسب معمول آپ صحن باغ میں چارپائی پر بیٹھے ہوئے اور چاروں طرف مونڈھوں پر خدام و حاضرین کا ایک کثیر مجمع چاند کا ہالہ بنا بیٹھا تھا کہ راؤ مراد علی خان صاحب نے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی باہمی جنگ و رنجش کا تذکرہ کرنا شروع کر دیا۔ اور اس پر رائے زنی ہونے لگی کہ فلاں نے غلطی کی اور فلاں کو ایسا نہ کرنا چاہیے تھا، یہاں تک نوبت پہنچی تو دفعتہً حضرت کو جوش آ گیا اور مہر سکوت ٹوٹ گئی، کہ جھرجھری لے کر حضرت سنبھلے اور فرمایا کہ راؤ صاحب! ایک مختصر سی بات میری سن لیجیے۔

بات یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں مخلوق کو قیامت تک پیش آنے والی تمامی ضروریات دین و دنیا سے باخبر کرنے کے لیے تشریف لائے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ وقت اتنی بڑی تعلیم کے لیے آپ کو بہت ہی تھوڑا دیا گیا تھا، اس تعلیم و تکمیل کے لیے ہر قسم کے حوادثات و واقعات پیش آنے کی ضرورت تھی کہ ان پر حکم اور عمل مرتب ہو، تو دنیا سیکھے کہ فلاں واقعہ میں یوں ہونا چاہیے۔ پس اصول کے درجہ میں کوئی واقعہ بھی ایسا نہیں رہا جو حضرت روحی فداہ کے زمانہ بابرکت میں حادث نہ ہو چکا ہو۔ اب واقعات تھے دو قسم کے، ایک وہ جو منصب نبوت کے خلاف نہیں اور دوسرے وہ جو عظمت شانِ نبوت کے منافی ہیں، پس جو واقعات منصب نبوت کے خلاف نہ تھے وہ تو حضرت پر پیش آئے، مثلاً تزویج اور اولاد کا پیدا ہونا، ان کا مرنا دفنانا، کفنانا وغیرہ وغیرہ۔ تمامی خوشی و غمی کے واقعات حضرت کو پیش آ گئے اور دنیا کو عملاً یہ سبق مل گیا کہ عزیز کے مرنے پر ہم کو فلاں فلاں کام کرنا مناسب ہے اور فلاں نامناسب۔ اور کسی کی ولادت و ختنہ و نکاح وغیرہ کی خوشی کے موقع پر یہ بات جائز ہے اور یہ خلاف سنت۔

مگر وہ واقعات باقی رہے جو رسول پر پیش آویں تو عظمت رسالت کے خلاف ہو اور نہ پیش آویں تو تعلیم محمدی ناتمام رہے، مثلاً زنا و چوری وغیرہ ہو، تو اس طرح حد و تعزیر ہونا چاہیے، اور باہم جنگ و قتال، نفسانی اغراض پر دنیوی امور میں نزاع و رنجش ہو، تو اس طرح اصلاح ہونی چاہیے، یہ امور ذات محمدی پر پیش آنا کسی طرح مناسب نہ تھے اور ضرورت تھی پیش آنے کی۔

لہٰذا حضرات صحابہ نے اپنے نفوس کو پیش کیا کہ ہم خدام و غلام آخر کس مصرف کے ہیں، جو امور حضرت کی شان

کے خلاف ہیں وہ ہم پر پیش آویں اور حکم و نتیجہ مرتب کیا جاوے تا کہ تکمیل ہو جائے۔ چنانچہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم پر وہ سب ہی کچھ پیش آ لیا، جو آئندہ قیامت تک آنے والی مخلوق کے لیے رشد و ہدایت بنا اور دنیا کے ہر بھلے برے کو معلوم ہو گیا کہ فلاں واقعہ میں یہ کرنا اور اس طرح کرنا مناسب ہے، اور یہ کرنا اور اس طرح کرنا نا مناسب۔ پر کوئی ہو تو ایسا باہمت جاں نثار جو تکمیل دین محمد کی خاطر ہر ذلت کو عزت اور عیب کو ہنر سمجھ کر نشانۂ ملامت بننے پر فخر کرے اور بزبان حال کہے کہ:

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

(دشمن کو میسر نہیں کہ وہ آپ کی مبارک تلوار کا شہید بن سکے، دوستوں کے سر اسی لیے سلامت ہیں کہ آپ خنجر آزمائیں)

شہرت و نیک نامی اور عزت و نام آوری سب چاہا کرتے ہیں، مگر اس کا مزہ کسی عاشق سے پوچھو کہ جاں نثاری میں کیا لطف ہے اور کوچۂ معشوق کی ننگ و عار کیا لذیذ شے ہے۔

از ننگ چہ گوئی مرا نام ز ننگ ست
وز نام چہ پرسی کہ مرا ننگ ز نام است

سچے عاشق تو اس طرح ہماری تمھاری اصلاح و تعلیم کی خاطر اپنی عزت و آبرو و نثار کریں اور ہم ان کے منصف و ڈپٹی بن کر تیرہ سو برس بعد ان کے مقدمات کا فیصلہ دینے کے لیے بیٹھیں اور نکتہ چینیاں کر کے اپنی عاقبت گندی کریں، اس سے کیا حاصل، اگر ان جواہرات سنیہ کے قدرداں نہیں بن سکے تو کم سے کم بدزبانی و طعن ہی سے اپنا منہ بند رکھیں کہ '' اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم من بعدی غرضا ''۔ دیر تک آپ نے یہ تقریر فرمائی کہ دہن مبارک سے پھول جھڑتے اور سامعین کے مشام جان میں جگہ پکڑتے رہے۔ (تذکرۃ الخلیل)

(مطبوعہ: ''تذکرہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری'')

مسلمانوں کی تباہی کے اسباب

قسط:۲

شیخ الحدیث، حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ

ارکانِ اسلام...... روزہ، زکوٰۃ، حج میں سے کسی ایک کو لے لو اور عالم پر ایک نگاہ ڈال کر اس کا حشر دیکھ لو کہ ان ارکان پر عمل کرنے والے کتنے ہیں۔ اب دوسری جانب محرمات میں ایک نہایت معمولی سی چیز شراب ہے کہ اس کو دیکھ لو کہ کتنے اسلام کی حمایت کے دعوے دار اور ترقی اسلام پر مر مٹنے والے ایسے ہیں جو کس جرأت اور بے حیائی سے کھلم کھلا، علی الاعلان پیتے ہیں۔ قرآن شریف میں بار بار اس پر تنبیہ فرمائی گئی ہے اور صاف لفظوں میں اس کے چھوڑنے کا حکم فرمایا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے والے پر لعنت کی ہے، اس کے بنانے والے پر لعنت کی ہے، اس کے بنوانے والے پر لعنت کی ہے، اس کے بیچنے والے پر لعنت کی ہے، خریدنے والے پر لعنت کی ہے، لاد کر لے جانے والے پر لعنت کی ہے اور جس کے پاس لے جائی جائے، اس پر لعنت کی ہے، اس کو بیچ کر، اس کی قیمت کھانے والے پر لعنت کی ہے۔

دوسری حدیث میں ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور فرمایا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! بے شک اللہ نے شراب پر لعنت فرمائی ہے اور اس کے بنانے والے پر اور بنوانے والے پر اور اس کے پینے والے پر، اٹھا کر لے جانے والے پر اور جس کے پاس لے جائی جائے اس پر اور اس کے بیچنے والے پر اور اس کے پلانے واے پر اور پلوانے والے پر (یعنی کوئی اپنے ملازم وغیرہ کے ذریعہ سے دوسرے کو پلوائے تو آقا پلوانے والا اور ملازم پلانے والا)۔ حاکم نے ان دونوں حدیثوں کو صحیح بتایا ہے۔

اب غور کرو جن لوگوں پر اللہ پاک اور اس کا وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو اُمّت پر سب سے زیادہ شفقت اور مہربانی کرنے والا تھا، جو ہر وقت اُمت کی فلاح و کامیابی میں منہمک رہتا تھا۔ دونوں پر لعنت کرتے ہوں، ان لوگوں کا کیا حشر ہوگا اور جو باوجود قدرت کے اس پر سکوت کریں، نکیر نہ کریں، وہی کون سے کچھ دور ہیں۔ اس کے بعد اپنی حالت کو دیکھو کہ نکیر درکنار، کوئی نکیر کرنے والا، اس فعل کو برا کہنے والا ہو تو وہ تنگ نظر ہے، خشک مُلّا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شراب سے بچو، وہ ہر برائی کی کنجی ہے۔ جب ہم لوگ برائیوں کا مقفل دروازہ اپنے ہاتھ سے کھولیں، پھر

برائیوں کی شکایت کیوں کریں۔ جب ایک سچے اور پکے خبر دینے والے نے فرمادیا کہ اس دروازہ کو کھولو گے تو فلاں چیز نکلے گی۔ خود دروازہ کھولتے ہیں اور وہ چیز نکلتی ہے تو واویلا کرتے ہیں، اس بے وقوفی کی حد بھی ہے۔

اسی طرح سود ہی کے مسئلہ کو دیکھ لو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو اوّل غور کرو کہ اللہ جل جلالہٗ نے کس زور سے اس کے متعلق قرآن پاک میں تنبیہ اور ممانعت فرمائی، حتیٰ کہ اپنی طرف سے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان لوگوں کو اعلان جنگ فرمادیا ہے، جو سود کو نہ چھوڑیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ. (سورۂ بقرہ، آیت: ۲۷۹)

ترجمہ: پس اگر تم ایسا کرو (یعنی سود کا بقایا روپیہ جو لوگوں کے ذمہ ہے، نہ چھوڑ دو) تو اشتہار سن لو جنگ کا، اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔

چونکہ زمانہ جاہلیت میں سود کے معاملات ہوتے تھے، اس لیے یہ حکم نازل ہوا کہ جن کا سود کا روپیہ لوگوں کے ذمہ باقی ہے، وہ بھی اب ہرگز وصول نہ کریں چہ جائیکہ از سرِ نو سود لیں۔ احادیث میں نہایت کثرت سے اس پر وعیدیں آئی ہیں۔ کئی حدیثوں میں اس قسم کے ارشادات بھی وارد ہوئے کہ سود کے تہتر باب (گناہ کے) ہیں، جن میں سے کم درجہ ایسا ہے کہ اپنی ماں سے کوئی زنا کرے اور بدترین سود (کے حکم ہے) مسلمان کی آبروریزی کرنا۔

ایک حدیث میں ہے ایسے گناہوں سے اپنے آپ کو بچاؤ، جن کی مغفرت نہیں ہے، ان میں سے سود بھی ہے۔ جو شخص سود کھاتا ہے وہ قیامت کے دن میدانِ حشر میں پاگلوں کی طرح ہوگا۔ متعدد حدیثوں میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے والے پر، سود دینے والے پر، سودی روپے کی گواہی دینے والوں پر، سود کا معاملہ لکھنے والے پر لعنت کی ہے، جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعنت کریں، اس کا کیا حشر ہوگا؟

ایک حدیث میں ہے کہ جس قوم میں زناکاری اور سود خوری شائع ہو جائے، اس قوم نے اللہ کے عذاب کے واسطے اپنے کو تیار کرلیا ہے۔ ان ارشادات کو ذہن نشین کرنے کے بعد اب آج کل کے معاملات کو شرعی قواعد سے جانچو۔

کتنے معاملات ایسے ہیں جن میں سودی لین دین کھلم کھلا ہوتا ہے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ سود کو جائز بتایا جاتا ہے، اس کے جواز پر رسالے لکھے جاتے ہیں، کوئی غریب اس کے خلاف آواز اٹھائے تو اس پر جھوٹے سچے الزامات لگائے جاتے ہیں، اس کا مقابلہ کیا جاتا ہے اور اس کی کوشش کی جاتی ہے کہ اس کی بات نہ سنی جائے۔ دو ایک مثالیں اجمالی طور پر میں نے ذکر کی ہیں۔ ان کے علاوہ بقیہ احکام شرعیہ کو تم خود دیکھ لو، غور کرلو۔ جتنے احکام کرنے کے ملیں گے، ان میں تغافل، تساہل، بلکہ انکار ملے گا اور جتنے امور نہ کرنے کے ہوں گے، ناجائز یا جائز ہوں گے، حرام ہوں گے، ان پر جرأت و بے

باکی اوران میں نہایت کثرت سے کھلم کھلا ابتلاء ملے گا۔اوّل تو ان پرٹوکنے والا، روکنے والا کوئی ملے گا نہیں اور اگر کسی جگہ کوئی ایک آدھ پرانے خیال والے ملے تو اس کا جو حشر ہورہا ہوگا وہ اظہر من الشمس ہے۔ان خصوصی مثالوں کے بعد اجمالی طور پر اب میں چند حدیثیں صرف نمونہ کے طور پر لکھتا ہوں، جن سے اندازہ ہو جائے گا کہ ہم لوگوں کی پریشانیاں، حوادث اور مصائب ہمارے خود اکٹھے کیے ہوئے ہیں، اس میں کسی کا کیا قصور ہے۔

اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمان سچا سمجھتے ہیں تو ان کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قسم کے اعمال پر، جس قسم کے عذاب اور پریشانیوں کا مرتب ہونا ارشاد فرمایا ہے، وہ ہو کر رہیں گے، اگر ہم ان سے بچنا چاہتے ہیں تو اِن اعمال کو چھوڑ دیں۔ہم لوگ آگ میں کود جائیں اور شور مچائیں کہ ''جل گئے، جل گئے'' اس کا کیا فائدہ۔ان احادیث کو غور سے مطالعہ کرو اور کثرت سے دیکھا کرو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب میری اُمت یہ پندرہ کام کرنے لگے گی تو اس پر بلائیں نازل ہونے لگیں گی:

(۱) غنیمت کا مال ذاتی دولت بن جائے۔(۲) امانت ایسی ہو جائے جیسا غنیمت کا مال ہے۔(۳) زکوٰۃ کا ادا کرنا، تاوان سمجھا جائے (کہ جیسے تاوان ادا کرنا مصیبت ہوتا ہے ایسے ہی زکوٰۃ ادا کرنا تاوان، مصیبت بن جائے) (۴) بیویوں کی فرماں برداری کی جائے۔(۵) اور ماں کی نافرمانی کی جائے (۶) دوستوں اور یاروں سے نیکی کا برتاؤ کیا جائے (۷) اور باپ کے ساتھ ظلم کا برتاؤ کیا جائے (۸) مسجدوں میں شور وشغب ہونے لگے (۹) رذیل لوگ قوم کے ذمہ دار سمجھے جائیں۔(۱۰) آدمی کا اکرام اس وجہ سے کیا جائے کہ اس کے شر سے محفوظ رہیں (یعنی وہ اکرام کے قابل نہیں، مگر اس وجہ سے اس کا اعزاز کیا جائے کہ وہ کسی مصیبت میں نہ مبتلا کر دے)۔(۱۱) شراب (علی الاعلان) پی جائے۔(۱۲) (مرد) ریشمی لباس پہنیں۔(۱۳) گانے والیاں (ڈومنیاں، کنچنیاں وغیرہ) مہیا کی جائیں۔(۱۴) باجے بجائے جائیں (کہ عام طور سے استعمال کیے جائیں)۔(۱۵) اُمت کے پہلے لوگوں کو (صحابہ، تابعین اور ائمہ مجتہدین کو) برا کہا جائے تو اُمت کے لوگ اس وقت سرخ آندھی اور زمین میں دھنس جانے اور صورتیں مسخ ہو جانے (اس قسم کے عذابوں) کا انتظار کریں۔

دوسری حدیث میں ہے کہ:

جب بیت المال کا مال ذاتی دولت بن جائے اور امانت کو مال غنیمت سمجھا جائے اور زکوٰۃ تاوان بن جائے اور علم کو دین کے واسطے نہ سیکھا جائے (بلکہ دنیوی اغراض، مال ودولت وجاہت وغیرہ کے لیے سیکھا جائے) بیوی کی اطاعت

ہواور ماں کی نافرمانی، یاروں سے قرب ہواور باپ سے دوری ہو، مسجدوں میں شوروشغب ہونے لگے، فاسق لوگ سردار بن جائیں، رذیل لوگ قوم کے ذمہ دار بن جائیں۔ برائی کے ڈر سے آدمی کا اعزاز کیا جائے۔ گانے والیاں اور باجے کھلم کھلا استعمال کیے جائیں۔ شرابیں پی جائیں اور اُمت کے پہلے لوگوں کو برا بھلا کہا جائے، تو اس وقت سرخ آندھی اور زلزلہ اور زمین میں دھنس جانے اور صورت مسخ ہوجانے اور آسمان سے پتھر برسانے کا انتظار کریں۔

تیسری حدیث میں ان دونوں کے قریب قریب مضمون ہے اور یہ بھی کہ کم عمر بچے ممبروں پر وعظ کہنے لگیں۔

فائدہ:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن امور کو شمار کیا ہے، ان میں سے کوئی بھی ایسا ہے جو اس زمانہ میں نہایت شدومد سے شائع نہیں ہے۔ ایک ایک جز کو ان اجزاء میں سے لے لو اور دنیا کے حالات پر نظر کرو تو یہ معلوم ہوگا کہ ساری دنیا اسی مبتلا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس قوم میں خیانت کا غلبہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس قوم کے دلوں میں دشمنوں کا خوف ڈال دیں گے اور جس قوم میں زنا کی کثرت ہوگی، اس قوم میں اموات کی کثرت ہوگی اور جو جماعت ناپ تول میں کمی کرے گی، اس کی روزی میں کمی ہوگی اور جو جماعت حق کے خلاف فیصلے کرے گی، اس میں قتل کی کثرت ہوگی۔ اور جو لوگ بدعہدی میں مبتلا ہوں گے، ان پر اللہ جل شانہٗ کسی دشمن کو مسلط فرمادیں گے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ (خاص طور سے) متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا، اے مہاجرین کی جماعت پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جب تم ان مبتلا ہو جاؤ گے اور خدا نہ کرے کہ تم ان میں مبتلا ہو (تو ان کے عذاب مسلط ہو جائیں گے)، ایک یہ کہ جس قوم میں فاحشہ (زنا وغیرہ) کھلم کھلا ہونے لگے، اس میں طاعون اور ایسی نئی نئی بیماریاں ہوں گی جو پہلے کبھی نہ سنی ہوں گی اور جو جماعت ناپ تول میں کمی کرے گی، وہ قحط اور مشقت اور بادشاہ کے ظلم می مبتلا ہوگی اور جو لوگ زکوٰۃ روکیں گے ان سے بارش بھی روک لی جائے گی، اگر (بے زبان) جانور نہ ہوں تو ذرا بھی ان پر بارش نہ برسائی جائے (مگر جانوروں کی ضرورت سے تھوڑی بہت ہوگی) اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کو توڑیں گے، وہ دشمنوں میں گھر جائیں گے اور جو لوگ ناحق کے احکام جاری کریں گے وہ خانہ جنگی میں مبتلا ہوں گے۔ (ترغیب) اور یہ مضمون تو متعدد روایات میں آیا ہے کہ زنا کی کثرت فقر کو پیدا کرتی ہے۔

ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جو قوم بدعہدی کرتی ہے، اس میں آپس میں خوں ریزی

ہوتی ہے اور جس قوم میں فحش (زنا وغیرہ) کی کثرت ہوتی ہے، اس میں اموات کی کثرت ہو جاتی ہے اور جو جماعت زکوٰۃ کو روک لیتی ہے، ادا نہیں کرتی، اس سے بارش روک لی جاتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جن لوگوں میں رشوت کی کثرت ہوتی ہے، ان کے دلوں پر رعب کا غلبہ ہوتا ہے وہ (ہر شخص سے مرعوب رہتے ہیں)۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس اُمت کی ہلاکت بدعہدی سے ہوگی۔ (درمنثور)

ایک حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ اس اُمت میں ایک جماعت رات کو کھانے پینے اور لہو ولعب میں مشغول ہوگی اور صبح کو بندر اور سور کی صورتوں میں تبدیل ہو جائے گی اور بعض لوگوں کو زمین میں دھنس جانے کا عذاب ہوگا۔ لوگ کہیں گے آج رات فلاں خاندان دھنس گیا اور فلاں گھر دھنس گیا اور بعض لوگوں پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے، جیسے کہ قوم لوط پر برسائے گئے تھے اور بعض لوگ آندھی سے تباہ ہوں گے۔ اور یہ سب کچھ کیوں ہوگا ان حرکتوں کی وجہ سے، شراب پینے کی وجہ سے، ریشمی لباس پہننے کی وجہ سے، گانے والیاں رکھنے کی وجہ سے، سود کھانے کی وجہ سے اور قطعہ رحمی کی وجہ سے۔ (حاکم نے اس حدیث کو صحیح لکھا ہے)۔ (درمنثور)

ایک حدیث میں ہے کہ جس طاعت کا ثواب سب سے زیادہ جلدی ملتا ہے وہ صلہ رحمی ہے حتیٰ کہ بعض گھرانے والے گناہ گار ہوتے ہیں، لیکن صلہ رحمی کی وجہ سے ان کے مال بھی بڑھ جاتے ہیں اور اولاد کی بھی کثرت ہو جاتی ہے اور سب سے زیادہ جلد عذاب لانے والے گناہ ظلم ہے اور جھوٹی قسم ہے کہ یہ مال کو بھی ضائع کرتے ہیں اور عورتوں کو بانجھ کر دیتے ہیں (کہ اولاد پیدا نہیں ہوتی) اور آبادیوں کو خالی کر دیتے ہیں (درمنثور)۔ یعنی اموات کی کثرت ہوتی ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ہر گناہ کا عذاب حق تعالیٰ شانہ جب تک چاہتے ہیں مؤخر فرما دیتے ہیں لیکن والدین کی نافرمانی کا وبال بہت جلد ہوتا ہے۔ زندگی ہی میں مرنے سے پہلے پہلے اس کا وبال بھگتنا پڑتا ہے۔ (درمنثور)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم عفیف رہو تو تمھاری عورتیں بھی عفیف رہیں گی۔ تم اپنے والدین کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرو تو تمھاری اولاد بھی تمھارے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرے گی۔ (درمنثور)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اور کتنے اہتمام سے فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تم لوگ نیک کاموں کا حکم کرتے رہو (لوگوں کو تبلیغ کرتے رہو) اور بری باتوں سے روکتے رہو ورنہ حق تعالیٰ شانہٗ تم پر عذاب نازل فرمائیں گے اور تم لوگ اس وقت دعا بھی کرو گے تو قبول نہ ہوگی۔ (دوسری حدیث میں ہے کہ تم لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (نیک کاموں کے کرنے کا حکم اور بری باتوں سے روکنا) کرتے رہو، اس سے قبل کہ ایسا وقت آ جائے کہ جس میں تم دعا کرو تو وہ بھی قبول نہ ہو، ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ چند آدمیوں کے کسی

(ناجائز) کام کے کرنے سے عام عذاب نازل نہیں فرماتے، جب تک کہ ان لوگوں کے سامنے وہ کام کیا جائے اور وہ اس کے روکنے پر قادر ہوں اور نہ روکیں، اور جب یہ نوبت آجائے تو پھر عام وخاص سب ہی کو عذاب ہوتا ہے(درمنثور)

یہی اسباب ہی جن کی وجہ سے آج کل نئی نئی آفات، زلزلے، طوفان، قحط، ریلوں کا ٹکرانا وغیرہ وغیرہ، ایسے ایسے حوادث روزمرہ کے ہوگئے ہیں، جن کی حد نہیں۔ نئے نئے امراض، نئے نئے مصائب ایسے روزافزوں ہیں جو پہلے کبھی برسوں میں بھی پیش نہیں آتے تھے۔ اخبار بیں حضرات اس سے بہت زیادہ واقف ہیں اور چونکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا دروازہ بھی تقریباً بند ہے، اس لیے دعاؤں کے قبول ہونے کی امید بھی مشکل ہے۔ نمازوں کے بعد دعاؤں کے اعلان کر دینے سے کیا کفایت ہو، جب کہ دعا قبول نہ ہونے کے اسباب ہم خود اختیار کریں۔ بہت سی احادیث میں وارد ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت لینے والے اور رشوت دینے والے پر لعنت فرمائی ہے اور بعض روایات میں تیسرا شخص رائش یعنی جو درمیانی واسطہ رشوت دینے میں ہو، اس پر بھی لعنت وارد ہوئی ہے۔ اب دیکھو کتنے آدمی اس بلا میں میں مبتلا ہیں اور جن پر اللہ کا سچا اور مقبول رسول صلی اللہ علیہ وسلم لعنت کرے، ان کا کیا حشر ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے کہ ظلم نہ کرو کہ تمھاری دعائیں قبول نہ ہوں گی۔ دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ جل شانہ ظالم کو مہلت دیتے ہیں۔ (شاید باز آجائے) لیکن جب پکڑتے ہیں، پھر وہ چھوٹ نہیں سکتا۔ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے: ترجمہ: ''اور آپ کے رب کی دار گیر ایسی ہی سخت ہے، جب وہ کسی بستی والوں پر جو ظالم ہو دار گیر کرتا ہے، بے شک اس کی پکڑ بڑی تکلیف دہ اور سخت ہے''۔

اب دنیا کے مظالم کو دیکھو اور پھر سوچو کہ جب اللہ کی پکڑ سختی سے ہو تو مصائب اور پریشانیوں کی کیا انتہا ہوسکتی ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ مظلوم کی بددعا قبول ہوتی ہے، خواہ وہ فاجر ہی کیوں نہ ہو۔ ایک حدیث میں آیا ہے خواہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ (ترغیب۔ حصن حصین)

ایک حدیث میں آیا ہے اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتے ہیں میرا غصہ اس شخص پر نہایت سخت ہوتا ہے جو کسی ایسے شخص پر ظلم کرے جو میرے سوا کوئی مددگار نہیں رکھتا (معجم صغیر)

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن

اجابت از در حق بہر استقبال مے آید

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو زمین والوں پر رحم نہیں کرتا، آسمان والے اس پر رحم نہیں کرتے۔ (ترغیب)۔ ایسی حالت میں جب مظلوموں کی بددعائیں روزافزوں ہو اور آسمان والے رحم نہ کریں تو بجلیاں، اولے، طوفان جتنے بھی آئیں قرین قیاس ہے۔

حدیث میں وارد ہے کہ مظلوم کی بددعا سے بچتے رہو خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں۔ (حصن)

ایک حدیث میں وارد ہے میری اُمت خیر اور بھلائی پر رہے گی جب تک کہ ان میں حرامی بچوں (زنا کی اولاد) کی کثرت نہ ہو اور جب ان کی کثرت ہو گی تو حق تعالیٰ شانہ اس امت کو ایک عام عذاب میں مبتلا فرمائیں گے۔ (ترغیب) محض حرام کاریاں کا تو کیا ذکر کوئی بڑے سے بڑا شہر یا چھوٹے سے چھوٹا قصبہ بھی ایسا ہے جہاں کھلم کھلا علی الاعلان زنا کی کثرت اور حرامی بچوں کی پیدائش نہ ہوتی ہو اور میونسپلٹی کے مسلم ممبران اس پر مجبور نہ ہوں کہ اس بے پدری اولاد کو روز افزوں پیداوار کے لیے مستقل جگہوں کا انتظام کریں اور ان کے مکانات کے لیے وسیع جگہ مہیا کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس آبادی میں سود خوری اور زنا کاری علی الاعلان ہونے لگے تو سمجھ لو کہ وہاں کے لوگ اپنے اوپر اللہ کے عذاب کو اتار رہے ہیں (ترغیب)۔ ذرا غور کرو کتنے آدمی ہیں جو اس بدکاری میں مبتلا ہیں اور کتنے مہذب اور شریف آدمی ہیں جو اس سیہ کاری کے لیے مکانات کرایہ پر دیتے ہیں اور کتنے دین دار میونسپل کمشنر ایسے ہیں جو اس ذلیل کام کے لیے جگہوں کا انتظام کرنے پر مجبور ہیں۔

بہت سی صحیح حدیثوں میں وارد ہے کہ جس گھر میں کتا ہو یا تصویر ہو (رحمت کے) فرشتے اس میں داخل نہیں ہوتے۔ ابو وائل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملک شام کے ایک غزوہ میں شریک تھا، ایک جگہ ٹھہرنا ہوا، وہاں کا رئیس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تلاش کرتا ہوا زیارت کے شوق میں آیا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو ان کو سجدہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ سجدہ کیسا؟ اس نے عرض کیا کہ ہمارا اپنے بادشاہوں کے ساتھ یہی معمول ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا سجدہ اسی معبود کو کر جس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ اس کے بعد اس نے درخواست کی کہ میں نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا ہے۔ غریب خانہ پر تشریف لے چلیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیرے مکان میں تصویریں تو نہیں ہیں۔ اس نے عرض کیا تصویریں تو ہیں، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم اس میں نہیں جاتے، تو ایک قسم کا کھانا بھیج دینا۔ اس نے بھیج دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تناول فرمالیا۔ (حاکم)

اب دنیا کے مہذب مکانوں پر بھی ایک نگاہ ڈالو۔ کیا بغیر تصویر کے مکان کی آرائش ہو سکتی ہے اور مجال ہے کہ کوئی تنگ نظر مولوی ٹوک سکے۔ تم ہی بتاؤ کہ جب ہم رحمت کے دروازوں کو اپنے اوپر بند کرلیں اور عذابِ الٰہی کے نازل ہونے کے اسباب جتنے ممکن ہوسکیں اختیار کرتے رہیں، پھر ہماری پریشانیاں اور مصائب کیوں نہ روز افزوں ہوں۔

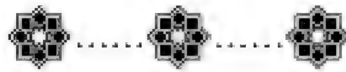
ہمارے اسلاف کا عمل یہ ہے کہ وہ کفار کے ان مکانوں میں بھی جانا گوارہ نہ کریں جہاں تصاویر ہوں اور ہم نا خلفوں کا عمل یہ کہ مسلمان ہو کر اس ناجائز چیز سے مکان کو زینت دیتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک ارشاد

کو غور سے دیکھتے جاؤ اور اپنا اور دنیا کا جائزہ لیتے جاؤ اور اسلامی تعلیم کے کمال اور مسلمانوں کی دینی تعلیم سے حیرت انگیز اعراض پر تعجب میں بڑھتے جاؤ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب آفتاب نکلتا ہے تو دو فرشتے اس کے قریب کھڑے ہو کر اعلان کرتے ہیں لوگو! اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ تھوڑا سا مال جو (ضروریات کو) کفایت کر جائے، بہتر ہے اس کثیر مال سے جو لہو میں مشغول کرے اور جب آفتاب غروب ہوتا ہے تو اس کے قریب دو فرشتے کھڑے ہو کر دعا کرتے ہیں، اے اللہ (خیر میں) خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما اور روک کر رکھنے والے کے مال کو تلف کر (ترغیب)

اب غور کرو جو لوگ بخل اور کنجوسی سے مصائب جمع کرتے ہیں (اور اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے) کس طرح اس مال کی بربادی کے لیے اپنے اوپر پریشانیاں اور مصائب جمع کرتے ہیں کہ کبھی تو اس کے تلف ہونے کے واسطے کسی بیماری میں مبتلا ہو گئے تو حکیم ڈاکٹر دوا علاج میں سینکڑوں پر پانی پھر جاتا ہے اور اگر جھوٹی سچی مقدمہ بازی شروع ہو گئی تو ساری ہی اندوختہ نبٹ جاتا ہے اور اگر کسی کے اپنے اعمال حسنہ کی وجہ سے اپنی حفاظت بھی رہی تو اولاد ایسی آوارہ ہوتی ہے کہ وہ باپ کی برسوں کی کمائی کو مہینوں کی عیاشی میں اڑا دیتی ہے۔ یہ فرضی قصے نہیں ہیں، آئے دن کے واقعات ہیں کہ بڑوں نے محنت اور مشقت اٹھا کر لہو پسینہ ایک کر کے بہت سا مال جمع کیا اور ان کے مرتے ہی ناخلف ورثا نے برسوں کی کمائی مہینوں میں بلکہ ہفتوں میں اڑا دی۔ اسی لیے متعدد احادیث میں وارد ہوا ہے کہ آدمی کہتا ہے میرا مال میرا مال۔ حالانکہ اس کا مال صرف وہ ہے جو کھا لیا یا پہن لیا یا (اللہ کے راستہ میں خرچ کر کے) جمع کر لیا، اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ دوسروں کا ہے۔ (ترغیب)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ تو جو مال اپنی روزی سے زیادہ جمع کرے، وہ دوسرے کا ہے اور تو خزانچی ہے (کتاب المخلات)۔ سینکڑوں روایات کتب حدیث میں اس قسم کے مضامین کی وارد ہوئی ہیں کہ اپنی ضرورت سے زیادہ جو کچھ ہے وہ سب دوسروں پر خرچ کرنے کے واسطے ہیں، جمع کرنے کے واسطے نہیں۔ کلام اللہ شریف میں ارشاد ہے۔ ترجمہ: ''آپ سے لوگ یہ پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں، آپ کہہ دیں کہ جو بچے (یا جو سہل ہو)''۔ (بقرہ: آیت: ۲۱۹)



(جاری ہے)

زوالِ اُمّت کے دینی اسباب پر اعتراض اور اس کا جواب

مفتی محمد عبداللہ شارق

اعتراض کی نوعیت:

مسلمانوں کے زوال کو جب ان کی بدعملیوں کے ساتھ جوڑا جائے تو بعض ذہنوں میں یہ سوال گردش کرنے لگتا ہے کہ جو کچھ بھی ہو، ہم اہلِ ایمان ہونے کی وجہ سے بہر حال اہلِ کفر سے بہتر ہیں، پس یہ پستی کیوں؟ وہ ہم سے بالا دست کیوں؟ کیا وہ اللہ کے محبوب ہیں اور ہم ان سے بدتر ہیں؟ خود الحادِ جدید کی طرف سے بھی مسلمانوں کو یہ چیلنج کیا جاتا ہے کہ اگر خدا موجود ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے تو پھر دنیا میں مغلوب کیوں ہو؟ سادہ لوح مسلمانوں کا یقین اپنے دین پر متزلزل کرنے کے لیے اس سوال کو زور و شور سے اٹھایا جاتا ہے۔

معیار دنیا نہیں، آخرت ہے:

اس کے جواب میں چند اصولی باتیں سمجھ لیں۔ مسلمان کا ایمان ہے کہ جینے کا جہان صرف یہی نہیں، بلکہ یہ فانی جہان دوسرے جہان کے مقابلہ میں کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتا۔ مسلمان کا ایمان ہے کہ کامیابی اور ناکامی کا اصل دار و مدار انسان کی اخروی زندگی پر ہے، جو شخص وہاں پر کامیاب ہوگا، وہی درحقیقت کامیاب ہے خواہ دنیا میں وہ کتنی ہی آزمائشوں میں گھرا رہا ہو اور جو وہاں ناکام ہوگا، درحقیقت وہی ناکام ہے خواہ دنیا میں کتنی ہی پرتعیش زندگی گذاری ہو۔ اسی طرح یہ بھی مسلمان کا ایمان ہے کہ اہلِ کفر آخرت میں ناکام ہوں گے، جبکہ اہلِ ایمان خواہ کتنے ہی گرے پڑے ہوں، اگر ان کا ایمان سلامت ہے تو جلد یا بدیر یہ ایمان ان کو زبردست نفع دے گا۔ اہلِ کفر کو کسی وقت دنیا میں قوت اور غلبہ حاصل ہو جانا اس لیے نہیں ہوتا کہ اب اہلِ ایمان اللہ کو مبغوض اور اہلِ کفر (معاذ اللہ) اللہ کے محبوب ہیں۔ یہ سوچ انتہائی احمقانہ ہے۔ دنیاوی قوت اور غلبہ کو بارگاہِ الٰہی کی قبولیت یا مردودیت کا معیار بنانا دینی مزاج کی کم زوری کا شاخسانہ ہے۔

قرآن و حدیث میں بہت تواتر کے ساتھ مسلمانوں کی یہ ذہن سازی کی گئی ہے کہ وہ اس دنیا میں کافروں کو حاصل ہونے والے سیاسی اقتدار اور ان کی زیادہ چلت پھرت سے دھوکا نہ کھائیں کیونکہ دنیا کی قدر و قیمت خدا کی نظر میں کچھ بھی نہیں ہے۔ (القرآن) قرآن ہی میں ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ اہل ایمان کا نظریہ یہ ہے کہ خسارہ اور نقصان والے اصل میں وہ ہیں جو روزِ قیامت خسارہ کا شکار ہوں گے۔ ایک ارشادِ نبوی ہے کہ اگر اس دنیا کی قیمت خدا کی نظر میں مچھر

کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ ملتا۔ ایک اورحدیث کا مفہوم ہے کہ دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں اور اس شخص کا مال ہے جس کا کوئی مال نہیں، یعنی آخرت کے مقابلہ میں دنیا بالکل بے حیثیت ہے۔

دنیاوی مغلوبیت ہمیشہ عذاب نہیں ہوتی:

مذکورہ اعتراض کے پیدا ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ زوالِ امت کو عام طور پر ہماری طرف سے اللہ کا ایک عذاب بنا کر بیان کیا جاتا ہے، جبکہ اہلِ ایمان کی مغلوبیت یا ان کے پاس مال ومتاع کی کمی ہمیشہ عذاب ہی نہیں ہوتی، نہ ہی محض اس وجہ سے ہوتی ہے کہ اہلِ ایمان اپنے گناہوں کی وجہ سے خدا کی ناراضگی کے اہل بنے ہوئے ہیں۔اس بات کو بہت اچھی طرح سمجھنے کی ضرورہوتی ہے۔اول تو اس صورتِ حال کا سبب صرف خدا کی ناراضگی نہیں ہوتی اور اگر اس کو عتابِ الٰہی یا مسلمانوں کے اعمال کا نتیجہ کہا جائے تو تب بھی اس میں بہرحال ایک زبردست پہلو رحمت کا ہوتا ہے جسے عام طور پر بیان نہیں کیا جاتا۔ان دونوں باتوں کو ہم یہاں ذرا تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

اہلِ ایمان کے غلبہ کو بعض اوقات خود خدا کی طرف سے مؤخر کیا جاتا ہے، جس میں کچھ حکمتیں اور مصالح ہوتی ہیں۔کیا ہم دیکھتے نہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ مکہ میں کیا ہوتا رہا؟ انہیں مکہ چھوڑ کر حبشہ اور مدینہ کیوں جانا پڑا، پھر خود مدینہ میں بدر، احد، خندق کے غزوات اور منافقین ویہود کی سازشوں کے مابین کس طرح کی مشکلات درپیش رہیں؟ انہیں پتے کیوں چبانے پڑے، پیٹ پر پتھر کیوں باندھنے پڑے؟ کیا کوئی مسلمان یہ تصور بھی کرسکتا ہے کہ ان حضرات کے ایمان کمزور تھے اور اسی وجہ سے ان مشکلات میں گھرے ہوئے تھے؟

اصل میں ان باتوں کو سمجھنے کے لیے ایک دینی مزاج کی ضرورت ہوتی ہے، یہ دینی مزاج صحابہ کے پاس موجود تھا، اس لیے پتے کھا کر بھی مطمئن رہتے تھے، لیکن اگر کبھی اس حوالہ سے اشکال پیدا ہوتا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اصلاح فرما دیتے تھے۔چنانچہ مکی عہد میں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سختیوں کی شکایت کی گئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ فرمائی کہ کیا تم اتنی جلدی گھبرا گئے ہو، جبکہ تم سے پہلے اہلِ ایمان کو لوہے کے کنگھوں سے چیر دیا گیا، مگر انہوں نے ایمان نہیں چھوڑا۔اسی طرح مدینہ میں ایک بار حضرت عمر نبی علیہ السلام کے بالا خانہ میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ کمرے میں راحت یا استعمال کی کوئی ایک بھی ایسی چیز نہیں جسے آدمی نگاہ بھر کر دیکھے، بس ایک خشک کھال تھی جس پر نبی علیہ السلام لیٹے تھے، حضرت عمر یہ سب دیکھ کر رو پڑے اور عرض کیا کہ حضور قیصر وکسریٰ تو مزے کر رہے ہیں اور آپ اللہ کے رسول ہوکر اس حال میں ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ السلام نے حضرت عمر کے یہ کلمات سن کر اظہارِ تعجب کیا اور ارشاد فرمایا کہ اے عمر! تم ابھی تک ان خیالوں میں ہو؟ میرا اور دنیا کا کیا رشتہ!

جہاد میں غلبہ کا وعدہ؛ چہ معنی دارد:

جہاد کے اندر جب مومن اور کفار بالمقابل ہوں تو مومنین کو فتح حاصل ہوتی ہے اور بے شک ہونی بھی چاہئے، مگر اس میں بھی کچھ پہلو ہوتے ہیں۔ اہلِ کفر کا ہر بار ہمارے ہاتھوں مغلوب ہوجانا ضروری نہیں۔ موتہ، تبوک اور غزوہ طائف کی مہمات بھی بے شک کامیاب مہمات تھیں اور ان کے نہایت دوررس نتائج ظاہر ہوئے، مگر ظاہر ہے کہ ان مہمات کی کامیابی کو فتحِ مکہ یا غزوہ بنونصیر کی کامیابی کے برابر تو نہیں کہا جاسکتا جن میں فوری طور پر مکمل اور بھرپور نتائج ظاہر ہوئے، اسی طرح احد اور حنین میں مسلمانوں کو جو نقصان برداشت کرنا پڑا، وہ ہمارے سامنے ہے، گو بعد میں اس نقصان کا ازالہ بھی ہوا۔ موجودہ دور کے مسلمان اپنی سہل پسندی کی وجہ سے یہ چاہتے ہیں کہ ہم بس ایئر کنڈیشنڈ رومز میں پڑے رہیں اور سارا کام بس فرشتے ہی کریں، مسلمانوں کو بس ٹیلی ویژن پر اطلاعات دی جاتی رہیں کہ کس طرح اہلِ کفر کی افواج مسلمانوں کے مختلف ممالک میں پسپا ہورہی ہیں، تو بھائیو! یہ بات سمجھنے کی ہے کہ ایسا غلبہ تو صحابہ کو بھی نہیں ملا تھا اور نہ خدا نے کبھی مسلمانوں سے ایسے غلبہ کا وعدہ کیا، بلکہ اگر مسلمانوں کو اس دارالامتحان میں ہی ایسا شاہانہ ٹھاٹھ مل جائے تو اسلام قبول کرنے میں کون دیر کرے گا اور آزمائش کس بات کی ہوگی؟

اصل بات یہ ہے کہ اس دین کو مشکلات، مسائل اور آزمائشوں میں گھیر کر بھیجا گیا ہے اور یہ بات پہلے ہی دن سے بتادی گئی ہے۔ بے شک اس دین کی آغوش دراصل جنت کی آغوش ہے اور جو لوگ ایمان کی حلاوت سے حصہ پاتے ہیں، وہ خالی ہاتھ ہوکر بھی جنت کے راحت وسکون کا ایک ہلکا سا عکس اور اس کی جھلک اس دنیا میں ہی قلبی طور پر محسوس کرتے ہیں، لیکن بظاہر ان پر مشکلات بھی آتی ہیں اور آزمائشیں بھی آتی ہیں، یہ دیکھنے کے لیے کہ اس آدمی کے دل میں ایمان کی کتنی قدر ہے؟ آزمائش کے پڑنے پر ایمان کی قدر کرتے ہوئے سب کچھ برداشت کرتا ہے یا پھر ایمان سے پھسل جاتا ہے؟ جو لوگ اپنی دنیا کو اور اپنے مال واولاد کو اپنی دولت سمجھتے ہیں تو ان کی حفاظت کے لیے سردی گرمی ایک کرتے ہیں، دھوپ پسینہ برداشت کرتے ہیں، مرنے مارنے پر تل جاتے ہیں، مگر اپنی دولت سے دستبردار نہیں ہوتے۔ اسی طرح ایمان ایک دولت ہے، جب ملتی ہے تو پھر انسان کے حسبِ برداشت اس پر آزمائش بھی آتی ہے، اس آزمائش میں ایک طرف دنیا کا مفاد ہوتا ہے جبکہ دوسری طرف ایمان ہوتا ہے، اس صورت میں اگر یہ ایمان کی قدردانی پر قائم رہے تو آزمائش میں کامیاب کہلاتا ہے، جبکہ دولتِ ایمان کی ناقدری کی صورت میں ناکام۔

دنیاوی عتاب میں رحمت کا پہلو:

ہم عرض یہ کررہے تھے کہ مسلمانوں کے غلبہ میں تاخیر صرف اسی معنی میں نہیں ہوتی کہ خدا نے ناراض ہوکر ان

آزمائشوں کی بھٹی میں ڈالا ہوا ہے، بلکہ یہ تاخیر کبھی خود خدا کی طرف سے بہت معیاری مسلمانوں کے حق میں بھی کی جاتی ہے اور اس سے مقصود ان کی آزمائش اور صبر کی صورت میں ان کی ترقی ء درجات ہوتی ہے، جبکہ کبھی یہ تاخیر اس لیے بھی ہوتی ہے کہ خدا کا مطالبہ اہلِ ایمان سے جس درجہ کی خدامستی وخداطلبی کا ہوتا ہے، اہلِ ایمان کی طرف سے اس میں کچھ کوتا ہی ہوتی ہے، جیسا کہ احد یا حنین میں ہوا۔ اس صورت میں یہ تاخیر اور مغلوبیت بظاہر عتابِ الٰہی کہلاتی ہے، مگر حقیقت میں اس کے اندر رحمت کا ایک زبردست پہلو بھی ہوتا ہے۔ جید اور راسخ العلم مصلحین ومجددین ہمیشہ اس پہلو کو بیان کرتے رہتے ہیں، مگر عام طور پر عوام کے سامنے یہی بات آتی ہے کہ مسلمانوں کا زوال اور مغلوبیت ایک خدائی عذاب ہے، جبکہ اس کے اندر رحمتِ الٰہی کا جو زبردست پہلو ہے، اس کو بیان نہیں کیا جاتا۔

احد اور حنین میں یہ ہوا تھا کہ خداطلبی وخدامستی جس درجہ کی مطلوب تھی، اس میں کچھ کمی ہوگئی تھی، جس کے نتیجہ میں خدا کی طرف سے مدد روک لی گئی تھی اور مسلمانوں کو جان ومال کا کچھ نقصان برداشت کرنا پڑا تھا، اب اس نقصان کے نتیجہ میں کیا آپ کو معلوم ہے کہ صحابہ نے کیا عمل کیا تھا، انہوں نے فوراً اپنا احتساب کیا، خداطلبی وخدامستی کی مطلوبہ سطح میں جو کمی سی آگئی تھی، اس کا ازالہ کیا اور اس پر استغفار کیا جس پر جلد یا بدیر ان کے جانی ومالی نقصان کی تلافی بھی کردی گئی۔

اب یہاں اس پہلو پر غور کرنے کی ضرورت ہےکہ بظاہر ان صورتوں میں مسلمانوں کو جانی ومالی نقصان برداشت کرنا پڑا، مگر اس سے ایک بڑی ''خیر'' یہ برآمد ہوئی کہ اطاعت واخلاص میں کمی کی وجہ سے ان کا آخرت کا جو نقصان ہونا تھا، اس سے وہ بچ گئے اور اس کی جگہ استغفار وندامت کی دولت عطا ہوگئی۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں انسان پر جو ابتلاء آتا ہے، اس میں عتاب اور تنبیہ کے ساتھ ساتھ بیک وقت ''رحمت'' کا ایک زبردست پہلو بھی موجود ہوتا ہے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا مفہوم ہے کہ خدا جب کسی کے ساتھ رحمت کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے گناہوں کی سزا اس دنیا میں ہی اسے دے دیتا ہے، پس دنیاوی اعتبار سے مسلمانوں پر جو آزمائش آجاتی ہے وہ اسی معنی میں رحمت ہوتی ہے کہ اس کے ذریعہ گذشتہ گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے اور آئندہ اصلاحِ احوال کے لیے تنبیہ بھی۔ سو احد وحنین میں مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ ہوا، وہ بظاہر نقصان تھا، مگر اس میں رحمت کا یہی زبردست پہلو چھپا ہوتا۔

یوں اس دنیا میں مسلمان ہی کیا، کسی بھی انسان پر نازل ہونے والی تنبیہ ایک پہلو رحمت کا اپنے اندر رکھتی ہے، مگر اس ''رحمت'' کو اپنے حق میں کیش کروانا یہ صاحبِ ابتلاء کے اپنے ظرف پر منحصر ہوتا ہے۔ اس عتاب نما رحمت کے بعد اگر انسان کو توبہ وندامت کی توفیق مل گئی تو اس نے دراصل اس ابتلاء ہی سے رحمت کا پہلو کشید کرلیا، لیکن اگر روش وہی رہے

جوملحد اور کافر اپناتے ہیں کہ پریشانی آنے کے بعد اسی پرانی روش پہ قائم رہتے ہیں، استغفار نہیں کرتے، توبہ نہیں کرتے تو پھر یہ عتاب ان کے حق میں صرف ایک عذاب ہوتا ہے، نیز اس صورت میں ان کو دنیا کی حد تک انہی وسائل کے حوالہ کر دیا جاتا ہے جن پر انہیں تکیہ ہے۔ اب یہ ان کی قسمت کہ ان وسائل میں پلڑا بھاری کر کیا پنے مخالفین پر قوت اور غلبہ پالیں یا ضعیف رہ کر مغلوب رہیں۔

مسلمان مغلوبیت اور زوال کے اس دور میں اگر اپنی کوتاہیوں وندامت پر استغفار کرتے ہیں اور بحمد اللہ کسی نہ کسی درجہ میں کر ہی رہے ہیں تو یقین جانئے کہ اس صورت میں مغلوبیت اور زوال کے باوجود جو دولت مسلمانوں کے پاس ہے، وہ غلبہ اور قوت کے باوجود اہلِ کفر کے پاس نہیں ہے۔ اہلِ کفر کو اپنے کفر پر استغفار کی توفیق نہیں ملی، جبکہ ہمیں اپنے فسق وفجور پر توبہ وندامت کی توفیق مل گئی تو اس صورت میں بہتر کون ہوا؟ خدا سے کوئی غافل شخص تو بس یہی دیکھتا رہے گا کہ اہلِ کفر کے پاس غلبہ اور قوت ہے، لہذا وہ بہتر حال میں ہیں جبکہ ایک صاحبِ ایمان کو یہ دھوکا کبھی نہیں لگ سکتا، وہ خالی ہاتھ ہو کر بھی مطمئن ہوگا کہ گو اس میرا کچھ نقصان ہوا ہے، مگر استغفار کی صورت میں اور ایمان واحتساب کی صورت میں جو دولت ملی ہے، اس پر ہزاروں ایسے نقصان قربان۔ پس مسلمان اگر دنیا میں اہلِ کفر سے کم تر ہوں تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ ان سے بدتر ہے۔ اگر ہمارے پاس ایمان واستغفار ہے تو سب کچھ ہمارے پاس ہے، اس صورت میں اگر دنیا میں ہمارا کوئی نقصان ہوگا بھی تو آخرت میں اس کا اتنا اچھا نعم البدل دیا جائے گا کہ حدیث کے مطابق اس نعم البدل کو دیکھ کر مومن تمنا کرے گا کہ کاش مجھے دنیا میں کوئی نعمت نہ ملتی، بس صبر ہی کے سارے مواقع ملتے۔ ہاں، اگر ایمان واستغفار میں کمزوری ہے تو یہ بات البتہ فکر مندی کی ہے۔ مسلمان کی زندگی کا مقصد دنیا پر غلبہ حاصل کرنا نہیں، اپنے رب کو راضی کرنا ہے۔ یہ مقصد حاصل کر کے چاہے وہ تخت پر ہو یا تختہ پر، دونوں صورتوں میں کامیاب ہے، لیکن اگر یہ مقصد حاصل نہیں تو یہ خواہ کہیں بھی ہو، ناکام ہے کیونکہ کامیابی اور ناکامی اصل میں آخرت کی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ جو آدمی دنیا میں رضاءِ الٰہی کے راستہ پر چلتا ہے۔

دنیا کی زندگی بہت مختصر، عارضی اور غیر یقینی ہے، جبکہ آخرت کی زندگی ایک نہ ختم ہونے والی ابدالآباد کی زندگی ہے۔ ایک آدمی کے مقدر میں آخرت کی بربادی لکھ دی جائے، جبکہ اسے دنیا کا سارا سامانِ تعیش دے دیا جائے تو اسے کامیاب نہیں کہا جاسکتا۔ خدا کی نظر میں اس دنیا کی بے قیمتی کا یہ عالم ہے کہ قرآن میں ارشادِ ربانی کا مفہوم ہے کہ اگر ہم چاہتے تو جس دنیا پر یہ مرے جارہے ہیں، اس دنیا میں ان کی چھتوں کو سونے کا بنا دیتے لیکن ہم نے ایسا نہیں کیا، اس میں ہماری کچھ حکمتیں ہیں۔ اہلِ کفر نے آخرت میں جس عظیم اور ناقابلِ تصور نقصان سے دوچار ہونا ہے، اس کے مقابلہ میں دنیا کے اندر ان کی اچھل کود بالکل بچوں کے کھیل کی طرح ہے۔

معیار خوش حالی ہے، نہ کہ سیاسی اقتدار:

یہ ساری گفتگو اس تناظر میں تھی کہ اہلِ کفر کو دنیا میں غلبہ اور سیاسی اقتدار حاصل ہے تو وہ کیوں ہے؟ جبکہ اس سے اگلے درجہ کی ایک بات جو سمجھنے کی ہے، وہ یہ کہ صرف آخرت ہی نہیں، بلکہ دنیا کے اعتبار سے بھی اصل مطلوب چیز ''خوش حالی'' ہے نہ کہ غلبہ اور سیاسی اقتدار۔ ایک قوم کو اگر اجتماعی طور پر سیاسی غلبہ وقوت حاصل ہو، مگر اس قوم کے لوگ انفرادی طور پر اپنی زندگی سے مطمئن نہ ہوں تو وہ ایک ناکام معاشرہ کہلائے گا۔ جبکہ ایک قوم کو اگر اجتماعی غلبہ تو حاصل نہ ہو جبکہ انفرادی طور اس قوم کے لوگ زیادہ ذہنی سکون وقلبی اطمینان کی زندگی گذار رہے ہوں تو یہ قوم مذکور الصدر قوم سے ہزار گنا زیادہ خوش حال ہے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو مسلمان آج بھی دنیا کی ایک نسبتا کامیاب قوم ہے، جبکہ ''ترقی یافتہ اقوام'' دراصل کامیابی کے فریب میں مبتلا ہیں۔ کسی قوم کی خوش حالی کا دارومدار اس کی انفرادی خوش حالی پر ہے، نہ کہ اجتماعی ''پھوٹ پھاٹ'' پر۔

مسلمان اسلام دشمنوں سے زیادہ خوش حال ہیں:

ملحد معاشروں کا باطنی حال دنیاوی طور سے بھی اتنا اچھا نہیں جتنا ان کی عمارتیں روشن اور بازار رنگین نظر آتے ہیں۔ ان کا اپنا معاشرہ شدید بے سکونی کا شکار ہے، خاندانی نظام ان کے تلپٹ ہو چکے ہیں، ان کے بچے ممتا سے محروم اور ان کی عورتیں کما کر کھلانے والے شفیق مردانہ ہاتھ سے محروم ہو چکی ہیں، جو سجدہ کی بجائے سگریٹ کے دھوئیں میں سکون تلاش کرتے ہیں، جہاں بوڑھوں کو ان کے بچے بوجھ سمجھتے ہیں لیکن کتے اور بلیوں کو اپنے ساتھ سلاتے ہیں، جہاں روحِ کائنات کا کوئی علم اور تصور نہیں ہے لیکن کائنات کے ذروں پر تحقیقات کی جاتی ہیں، جہاں کی تہذیب انسانوں کو قناعت کا درس دینے کی بجائے امیروں کو مال کی نمائش کرنا اور غریبوں کو ہوس بڑھانے کے گر سکھاتی ہے، جہاں پیٹ اور پیٹ سے نیچے کی خواہش کو انسانیت کی معراج سمجھا جاتا ہے، جہاں کے کئی بڑے بڑے مفکر اور دوسروں کو حسنِ معاشرت کا درس دینے والے خودکشی کر کے مرے۔

یہاں مجھے قرآن کی ایک بات یاد آتی ہے۔ قرآن کے جو ارشادات ہیں، وہ کوئی ہوائی باتیں نہیں ہیں، یہ وہ ربانی اصول ہیں جن کے ساتھ کائنات جکڑی ہوئی ہے اور ان کی خلاف ورزی کرنا کائنات کے بس میں نہیں۔ قرآن میں ارشاد ہے کہ ہم نے منافقین کو جو اموال واولاد یا بالفاظِ دیگر سامانِ دنیا دے رکھا ہے، ان پر تعجب نہ کرو، ہماری منشاء یہ ہے کہ ہم ان کے ذریعہ ہی ان کو اسی دنیا میں الم ناک عذاب دینا چاہتے ہیں۔ (التوبہ: 55) یہ سزا اصل میں اہلِ نفاق کے لیے ارشاد فرمائی گئی ہے، مگر اس کا سبب ان کے کفر کو قرار دیا گیا ہے، اس لیے یہ بات اگر اسلام کے سب دشمنوں کے حق

میں درجہ بدرجہ صحیح ہوتو اس میں کوئی تعجب نہیں۔ نیز یہ ایک حقیقت ہے کہ موجودہ دور کے اہلِ کفر باوجود اپنے ظاہری غلبہ وقوت کے، اندرونی طور پر سخت بے سکونی و بے اطمینانی کا شکار ہیں، وہ تہذیب جسے وہ لیے لیے پھرتے ہیں، باطنی طور پر وہ ان کے لیے ایک عذاب بن چکی ہے اوران کے اموال اوران کی افواج انہیں خدا کے عذاب سے بچانے میں ناکام ہیں۔

آخری بات:

موجودہ دور میں مسلمانوں کا کثرتِ تعداد کے باوجود مغلوبیت میں ہونا ان کی ایمانی ودینی کوتاہیوں کی وجہ سے ہے، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اب ہم اہلِ کفر سے بھی زیادہ برے ہوگئے ہیں۔ اہلِ کفر نے موت کے بعد جس انجام سے دوچار ہونا ہے، اس کے ہوتے ہوئے یہ دنیا میں بظاہر اوپر ہوں یا نیچے، ان کو کوئی فائدہ نہیں۔ جبکہ ہماری مثال اس معاملہ میں وہ ہے جس کی طرف ایک عالم نے ہلاکو کی بیٹی کے ساتھ مکالمہ کے دوران اشارہ فرمایا تھا۔ یہ معاملہ فی الواقع اگر تاریخی اعتبار سے ثابت نہ بھی ہوتو بہرحال اس سے اس معاملہ کی تفہیم ذرا آسان ہوجاتی ہے۔

ہلاکو کی دختر نے سقوطِ بغداد کے بعد ایک مسلمان عالم سے پوچھا کہ اللہ نے ہمیں تمہارے اوپر غالب کردیا ہے تو ہم تم سے بہتر ہوئے ناں؟

عالم: نہیں

دخترِ ہلاکو: کیوں؟

عالم: جس طرح چرواہے کی بھیڑیں اس کی اطاعت چھوڑ کر اس سے دور چلی جاتی ہیں تو وہ ان کے پیچھے کتے لگا دیتا ہے جو انہیں گھیر کر واپس لاتے ہیں۔ اسی طرح ہم جب اللہ کا کہنا ماننا شروع کردیں گے تو تمہاری ضرورت ہمیں نہیں رہ جائے گی۔ اللہ اکبر!

☆......☆......☆

نعت

عرفان صدیقی

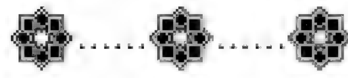
نبضِ عالم میں رواں تیری حرارت ہی تو ہے
کہ یہ عالم تیرے ہونے کے بدولت ہی تو ہے

تیرے ہی پیک☆ ہیں سب سچے صحیفوں والے
ان کا آنا تیرے آنے کی بشارت ہی تو ہے

ہم تو ایک دھوپ کا صحرا تھے، جہاں اوس نہ پھول
ہم پہ برسا، یہ ترا ابرِ عنایت ہی تو ہے

اس فقیری میں کبھی سر نہیں جھکنے پاتا
میرا تکیہ ترا بازوئے حمایت ہی تو ہے

میں بھی گریاں ہوں اسی چوبِ شجر کی مانند
جس میں بھی جاگ اٹھے، دردِ محبت ہی تو ہے



(☆...... پیک: قاصد)

میرا افسانہ قسط:٦

چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ

بابِ دوم

تیر پر تیر چلاؤ تمھیں ڈر کس کا ہے
سینہ کس کا ہے میری جان جگر کس کا ہے

برٹش حکومت کی مسلسل ناانصافیوں کی تاریخ میں جب مارشل لا کے خونیں باب کا اضافہ ہوا اور ہندوستان کے صبر و سکون کا پیمانہ جلیانوالہ باغ کے خونِ شہدا سے لبریز ہوگیا تو عین اس وقت جبکہ آتش انتقام بدیشیوں کے سامان عاقبت کو جلا کر خاک کر دینے کے لیے بے تاب ہو رہی تھی، ہنٹر کمیشن کو ہندوستان بھیجا گیا تاکہ بھڑکتے ہوئے شعلوں کو فرو کرے۔ انگلستان کے وقار او شہنشاہیت کے دوام کی غرض سے اصلاحات کا دام پھیلایا گیا۔ محبان وطن میں سے ہندوستان کا آئندہ قائداعظم مہاتما گاندھی تن تنہا انگریزی عدل وانصاف کے حق میں نعرہ زن تھا۔ ہنٹر کمیشن کی سفارشات اور گورنمنٹ کی کارروائیوں سے انگریزی ابلہ فریبی کی قلعی کھل گئی، برٹش گورنمنٹ کا ممد و معاون مہاتما حصولِ انصاف کی جملہ امیدوں کو قطع کر کے ستیہ گرہ کا علمبردار ہوا۔ لذت انتقام کی دنیا شیدا ہے، عفو جرم شجاعت ہے، مگر خنجر بکف قاتل کے سامنے خندہ رو کھڑے رہنا منزلِ عشق ہے۔ بسمل کی طرح خاک و خون میں لوٹ کر قاتل کے دل میں رحم کا جذبہ اور آنکھوں میں ندامت کے آنسو پیدا کرنا مظلوم کی کامرانی اور ظالم کی بے بسی وشکست ہے اور اصول سیاست میں مذہب نہیں بلکہ عشق کا پیوند لگا کر ستیہ گرہ کا محیر العقول حربہ ایجاد کیا گیا۔ مطمح نظر کسی خاکی کا حسن نظر فریب نہ تھا، بلکہ شاہد آزادی کے دیدار عام کی امید تھی۔ نوجوانانِ ملک، ہمہ تن ذوق وشوق ہو کر مہاتما کے زیرِ ہدایت میدان سرفروشی میں آ کر اترے۔ تعزیر جرم عشق میں قانون کی ترکش سے تمام زہر آلود تیر یکے بعد دیگرے برسائے گئے۔ ایکٹ مجالس باغیانہ، ترمیم ضابطہ فوجداری کا اجراء دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ عام ہوا، شیدایان وطن پر ڈنڈوں کی بارش ہوئی وہ گر گر سنبھلے، پٹ کر ہنسے، نازک بدن ضربِ بید سے روئی گالوں کی طرح اڑا دیے گئے۔ مگر چشم نرگس گریاں نہ ہوئی، دہن غنچہ شرمندہ شور نہ ہوا۔ میدان امتحان میں سرفروشوں کی آنکھ سے آنسو اور زبان سے شکوہ وشکایات، شایانِ شان عاشقاں کب ہے، ان کے لیے تو حکم ہی اور ہے ؎

ہے سنت اربابِ وفا صبر و توکل
چھوٹے نہ کہیں ہاتھ سے دامان خدا دیکھ

شاہدِ مقصود سامنے دکھائی دیتا تھا، پروانوں کے لیے فدائے شمع ہونے کا موقع تھا اور دیوانوں کے لیے ہوس تھی۔ ملک کے نوجوان وقت امتحان ایک دوسرے سے آگے بڑھے۔ تعزیرِ عشق اگر ہلکی یا مجرم محبت پر جرمانہ کم تھا تو بدنصیبی شکوہ تھا۔ تعزیرات کی بیشی جرمانہ کی زیادتی فال نیک تصور ہوتی تھی اور ہر نوجوان نقد جان جنس ایمان پر قربان کر رہا تھا۔ وفورِ شوق اور ازدیادِ عشق کا یہ عالم تھا کہ ذکور کا تو ذکر کیا، صنف نازک وقت کے لیے تیار ہو رہی تھی۔ یک بیک واقعہ ہائلہ چوری چوری نے ہمارے رہنما کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے کر دیے، جس بار دو لی پر فتح کی آرزو مند آنکھیں لگی ہوئی تھی، اسی جگہ سے رجعت قہقہری کی روح فرسا خبر آئی۔ تمام سرگرمیوں کے تعطل نے کمر ہمت توڑ دی، سول نافرمانی کا تیز گام رہوار زمین بوس ہوا۔ اپنی چال میں مات کھا گیا، چال باز دشمن سے امید نیک کیا ہو سکتی تھی۔ نظم وقانون کے نام پر جو خلاف ورزیاں حکام نے کیں اس کی دردناک داستان فرصت طلب ہے۔

گرفتاری:

چلو سکھی رل چلیے سجناں نے جیل وسائے
پیریں کڑیاں تے گل وچ ہسلی ملک دی خاطر
کوئی کولہوا گے جیدا سکھی ری کوئی چکی چلائے
اوپر کمبل پھٹے پرانے وڈھ وڈھ مچھر کھائے

تحریک ترک موالات جوبن پر تھی، آزادی کے دیوانے، شمع حق وحریت پر پروانے کی طرح گر رہے تھے۔ احباب ایک ایک کر کے دارالامان میں پہنچ چکے تھے۔ اب سوراج مندر کے باہر رہنا بہادروں کی کسر شان تھی۔ ملک ویران اور جیل خانے رشک جنت بن رہے تھے، جو پابند کیا جاتا خوش قسمتی پر فخر و ناز کرتا۔ جو باہر رہتا، اپنی نامرادی پر سر دھنتا، غرض باہر کا ہندوستان دلچسپیوں سے خالی ہو رہا تھا اور قید خانوں کی کشش بڑھ رہی تھی۔ دو برس کی مسلسل دعوت اسیری و خواہش پابندی کے باوجود میں ابھی آزاد تھا۔ اس لیے ہر دم مغموم و ناشاد تھا۔ اپنی شکستہ پائی پر افسوس اور ہم سفروں کے منزل مقصود تک رسائی پر رشک آتا تھا۔ دل دردمند کی زاری نے پر پرواز پیدا کیا اور یک بیک در اجابت کھلا، جس گھڑی کا انتظار تھا، وہ آ پہنچی۔ اور قلعہ پھلور کے ایک ہمدرد اور ہم جلیس سب انسپکٹر پولیس کے ہاتھوں کام سرانجام کو آ پہنچا، جو ان دنوں تھانہ گڑھ شنکر کا افسر انچارج تھا۔ تھانہ میں پہنچ کر میں نے وارنٹ دیکھنا چاہا، تا کہ افسر اجراء کنندہ، تاریخ و مقام ساعت

مقدمہ کا پتہ چل سکے، مگر میرے دوست سب انسپکٹر نے حق دوستی و قانونی فرض، جواب صاف سے ادا کر کے مجھے وہاں داخل کیا، جہاں میں اپنی قوت فیصلہ کو کام میں لا کر خوف زندان سے ہراساں ولرزاں انسانوں کو بند کر دینے کا خود حکم دیا کرتا تھا۔ ارگرد کے

دیہات سے لوگ گروہ در گروہ آتے تھے اور گاہے بگاہے حوالات کے سامنے کھڑے ہو کر مؤثر انداز سے مل کر قومی نظمیں گاتے تھے۔

نت دی غلامی کولوں جیل چنگی پیاریا
جس دن دی غلامی آئی منہ تے پلیتن چھائی
اُڑ گئی لالی بھائی بھکھ تینوں ماریا
نت دی غلامی کولوں جیل چنگی پیاریا
رکھیاں دی اولاد کہاویں در در دھکے کھاویں
دیس تے پردیس جاویں جگ دے در کاریا
نت دی غلامی کولوں جیل چنگی پیاریا
جرمن نوں مار مکایا دس تیرے کی ہتھ آیا
رولٹ بل انعام پایا سوچ وے ہتیاریا
نت دی غلامی کولوں جیل چنگی پیاریا
بڑے بڑے لیڈر سارے جیلاں وچ پے گئے پیارے
ہن تاں توں جاگ نکارے نیندراں دے ماریاں
نت دی غلامی کولوں جیل چنگی پیاریا

ایک سب لیڈر انسپکٹر پولیس کی حوالات میں شب اول کا بیان کسی شاعر کی زبان میں موزوں تھا۔ اس سناٹے کی رات میں قدرت غافلوں کے لیے گویا اوراق عبرت کھولے بیٹھی تھی۔ حوالات کے لیمپ کی مدھم روشنی سے اس جگہ حسرت سی برس رہی تھی۔ ہوا کے سرد جھونکے تلوار سے زیادہ تیز اور کمبل حیوانوں کے جھول تلوار بوسیدہ دور دیدہ تھی۔ منہ باہر رکھوں تو ہوا کھائے۔ اور اندر کروں تو تعفن سے سر چکرائے۔ وہ رات زلفِ یار سے زیادہ تاریک وطولانی ہوگئی۔ میں اٹھ اٹھ بیٹھ بیٹھ کے اٹھا اور کباب سیخ کی طرح کروٹ پر کروٹیں بدلیں نہ اس کل آرام تھا۔ نہ اس کل چین غرض منتیں مان کر صبح کی۔ آج

لاپروائی کی آنکھ سے غرور کی پٹی کھلی۔ میرے سلسلہ ملازمت میں بیسیوں ملزموں کی زبان بے زبان پر وہ شکایتیں آئیں جو آج یہاں قلم سے شکوۂ بیداد ہو کر بیان ہو رہی ہیں۔ مگر میں نشۂ غرور نخوت میں چور تھا۔ میرے گوش حق نیوش نہ تھے اور نہ چشم چشمِ بینا تھی۔ اب جو اپنے گھر کو لگی تو آگ ورنہ دوسروں کی بستر دیوی سمجھی۔ البتہ حوالات کی اس داستان درد کے لیے میں منت کش درمان نہیں تھا۔ ظاہری دکھ کے اس دوزخ نے میرے لیے اطمینان قلب کی ایک جنت کھول دی۔

روانگی:

آفتاب عالمتاب جب جابروں کی ستم آرائیوں کو بے نقاب کرنے کے لیے نکلا تو مجھے بھی ہتھکڑی کے زیور سے آراستہ کر کے حوالات سے نکالا۔ احباب نے پھولوں کے ہار پہنائے اور برسائے، سپرنٹنڈنٹ پولیس کا معہ گارد پولیس بطور گارڈ آف آنرز پیدل آگے آگے اور میں ٹانگہ پر سوار جا رہا تھا۔ آج نگاہِ عبرت آسمان کی طرف دیکھ رہی تھی اور تحریک سے کچھ بے خبر لوگوں کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ جس طرح کبھی میں ترقی درجات کی امید پر شوق گرفتاری پر پھولا نہ سماتا تھا، آج خود زنجیر سلاسل میں بندھا ہوں اور دوسرے بھائی اب میری گرفتاری پر حکومت کی چشم کرم پر امید انعام لگائے بیٹھے ہیں۔

بدیشی حکومت جس قدر ہندوستان فریبی پر ناز کرے بجا ہے، جب جملہ بدیشی قوانین کا احترام دیسی لوگ اپنے اوپر لازم سمجھ لیں اور خصوصاً ان قوانین کی خلاف ورزی پر بھی آتش زیرپا ہوں، جو غیر ملکی گورنمنٹ کے اثر واقتدار کو کم کرنے کے لیے کی جائے تو غلامی کی اور کیا انتہا ہو سکتی ہے۔ بدیشی قوانین کا احترام ہی تو غلامی ہے، چونکہ یہ بحث کا موضوع نہیں، اس لیے اس پر خامہ فرسائی تضیع اوقات ہے۔

سماعت مقدمہ:

غرض ایک غیر معروف مقام پر مجسٹریٹ منتظر آمد تھا۔ پولیس کے دستے مجسٹریٹ کے اردگرد پہرہ دے رہے تھے۔ وہاں پہنچتے ہی مجھے کھانا دیا گیا، روٹی گندم کی معلوم ہوتی تھی، مگر سالن طرفہ چیز تھی۔ جس کو دیکھ کر جی باہر کو آتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد مجھے سماعت مقدمہ کے لیے بلایا گیا۔ باوجود حکام کی راز داری کے معلوم نہیں کہ لوگوں کو سماعت مقدمہ کا کیونکر علم ہوا، آدھ ہی گھنٹہ میں مردوں کا میلہ لگ گیا۔ قومی نعرے اس زور سے لگاتے اور شبد بھجن اس زور سے گاتے تھے کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی، نہ مجسٹریٹ گواہوں کی سن سکے، نہ گواہ مجسٹریٹ کی۔ آخر مجسٹریٹ کو مجھ سے استدعا کرنا پڑی کہ اس شور محشر کو بند کرنے میں مجھے آپ مدد دیں۔ ہندوستان جیسے طویل وعریض ملک کی ایسی وسیع آبادی کو ایک سلسلہ میں مربوط رکھنا کم اعجاز نہیں، مگر اس تحریک کی تاریخ میں اکثر دیکھا گیا ہے، ہزاروں انسانوں کا آپے سے باہر مجمع ایک ادنیٰ کارکن کانگرس وخلافت کے اشاروں کی تعمیل کرتا ہے۔ گویا ملک ایک تار میں بندھا ہے۔ میری معروضات کو لوگوں نے توجہ سے سنا اور دور ہٹ کر خاموشی سے بیٹھ

گئے۔ میرے برخلاف مقدمات زیر دفعہ ۱۷ (الف و ب) ترمیم ضابطہ فوجداری کی سماعت شروع ہوئی۔ عشق صادق اور تعزیر جرمِ عشق سے سرتابی ممکن نہ تھی، مگر اثباتِ عشق بازی میں اتمام حجت کے طور پر سرکاری گواہ پیش ہوئے۔ حسنِ اتفاق کہو یا شومئی قسمت کہ شاہد خود کبھی مجرم کے شرکائے کار رہ چکے تھے، ایک تو گرفتار کنندہ افسر، جس کی توصیف ہو چکی ہے، دوسرے شہر ہوشیار پور کے افسر انچارج، جن کے ساتھ تھانہ صدر لدھیانہ میں ایک جگہ اکٹھ رہنے کا اتفاق ہوا۔ اوّل الذکر سے مؤخر الذکر میری گرفتاری سے زیادہ متاثر تھے، مگر ملازمت کی بے بسی میں مرغ رشتہ بر پا تھے، ان کی شرمائی ہوئی آنکھیں اور افسردہ چہرہ، اُن کی دلی کیفیت کا آئینہ دار تھا۔ عدالت کے انصاف کے متعلق شبہ کیا جاسکتا ہے، مگر مجسٹریٹ کی شرافت میں کلام نہیں ہوسکتا۔

روسیاہی:

شہادت چند منٹوں میں ختم ہوگئی اور مجھے تحریری بیان کے داخل کرنے کے لیے دو دن کی مہلت دے کر ماہل پور سے ہوشیار پور جیل روانہ کر دیا۔ بوقت روانگی، ہجوم نے ٹانگہ کے گرد گھیرا ڈال لیا اور مجھ سے تقریر کی خواہش کی۔ گرفتاری کے بعد میں پبلک کام کا خاتمہ سمجھتا تھا، اس لیے میں نے معذرت کی، میرے انکار پر ان کا اصرار بڑھ گیا، اُن کا جوش اعتدال سے زیادہ تھا، میں انھیں آئندہ پیشی پر اپنی رہائی کی امید دلا کر ٹھنڈا کرتا تھا۔ مگر ہجوم چھلاوا تھا کہ بات کرتے کرتے تتر بتر ہوگیا، میں سمجھا کہ سر سے عذاب ٹلا، یک بیک منتشر ہوجانے کی وجہ دو دن بعد تاریخ پیش پر معلوم ہوئی۔ وہ یہ کہ انسپکٹر پولیس وتحصیلدار علاقہ و گواہان استغاثہ ٹمٹموں پر واپس گڑھ شنکر جا رہے تھے کہ انھوں نے ان کو جالیا اور کہا کہ شام ہو رہی ہے، جلدی اتر جائیے تا کہ ہم بھی جھوٹے گواہوں کا منہ کالا کر کے جلدی گھر جائیں۔ سنا ہے کہ سب نے گواہی سے کانوں پر ہاتھ دھرے، مگر ایک نمبر دار گواہ کے منہ پر جاتے جاتے ہاتھ پھیر ہی گئے۔ افسران اور گواہان مجمع کے ہاتھ میں اس طرح بے بس تھے، جس طرح عام تارکین موالات ان افسروں کے پنجہ میں۔ روسیاہی کی ناخوشگوار کارروائی کو دم بخود ہو کر دیکھنے کے سوا ان افسروں کے پاس اور کیا چارہ کار تھا۔ مزاحمت کے معنی اپنی روسیاہی کی دعوت تھی، اگرچہ چھوٹا منہ بڑی بات تھی، تاہم میں نے جیل میں سے لوگوں کو تنبیہ کر کے بھیجی، کیونکہ کئی لحاظ سے اس تنبیہ کو میں اپنا حق سمجھتا تھا۔ ترکِ ملازمت کے بعد نام اور کام کے دو راستے تھے۔ نام کی بڑائی شہر اور کام کی عظمت دیہات میں، الحمدللہ! میرے اعمال کا محور رضا جوئی تھی نہ کہ نمود و نمائش، اس لیے ملازمت کے چند سکوں سے جو میری کل کائنات تھی بے نیاز ہو کر دیہات کو اپنے خون سے سینچا ہوا نخلِ ثمرور سمجھتا تھا۔ اس واقعہ کو نخل کی جڑ پر تیشہ سے کم نہ سمجھتا تھا۔

خفیف حرکتیں:

حرص و ہوا کے شکار ہر ملک میں موجود ہوتے ہیں، مگر بدیشی حکومت بجائے اس میلانِ طبع کی روک تھام کے

ان نفع و لالچ کے شکاروں کو جلب منفعت اور ترقی درجات کا شکار بنا دیتی ہے۔ بدخواہان ملک و ملت کو خیر خواہان دولت و سلطنت کا نام دے کر حوصلہ بڑھاتی رہتی ہے، محکوموں میں ایسی جماعت کو معرض وجود میں لا کر ایک رشتہ میں منضبط کرنے میں ہی غیر ملکی گورنمنٹ کے دوام واستحکام کا راز مضمر ہے۔ پنجاب گورنمنٹ نے مربعہ جات کا مسلسل لالچ دے کر پنجابیوں کے اخلاق و عادات کو اور صوبوں سے زیادہ تباہ و برباد کیا ہے۔ کامل و مکمل جھولی چکوں کی ایسی کثیر جماعت پیدا کی کہ جسے ہر رات عطیات اراضی کے خواب آتے ہیں اور ہر دن مربعہ پر رال ٹپکتی ہے۔ اس جماعت کا بڑا حصہ نمبردار، ذیلدار، سفید پوش اور اس قسم کے گورنمنٹ کے ٹکسالی گواہوں پر مشتمل ہے۔ یہ لوگ حکومت کا اشارہ پا کر فوراً ایمان فروشی پر تیار ہو جاتے ہیں، اس امید پر کہ مربع کا ایک ٹکڑا یا پروانۂ خوشنودی کا پٹا پر زہ مل جائے گا، یہ لوگ بات کا بتنگڑ اور رائی کا پہاڑ بنا کر حکام کے مزاج میں دخیل ہوتے ہیں۔ ایسے طائفے میں سے اگر کسی کا منہ کالا ہو جائے تو خوشی سے چہرہ لال ہو جاتا ہے۔ فضل خداوندی اور عطائے الٰہی سے زیادہ اپنی فیروزمندی پر گمان ناز ہوتا ہے۔ حکام رسی کا اس سے موزوں ذریعہ کیا، روسیاہی سے زیادہ خدمت کیا، لوگوں کی لالی اڑانے اور اپنی سرخروئی کی دلفریب داستان اور دلنشین پیرایہ میں گوش گزار حکومت کر کے خواہان داد و فریاد دراصل زر وانعام ہوتا ہے، اس کے اشارے پر اس کے حاشیہ نشین بے تعلق گواہ کے بھیس میں لوگوں کی دست درازی کی کہانی رقت خیز و درد انگیز طور پر دربار حکومت میں جا جا کر بیان کرتے ہیں۔ مطلب براری و جاہ طلبی کے جو جو طریقے ان دنوں استعمال کیے گئے۔ وہ اس کتاب کے منشاء سے دور ہیں، البتہ تاریخ حریت کے وقائع نگار کو حامی سرکار جماعت کی خفیف الحرکتی میں تفنن طبع کا بہت سامان ملے گا۔

مقام محمود یا منزل محبوب:

۱۴ر فروری ۱۹۲۲ء غروب آفتاب سے قبل ہی میں وہاں پہنچا دیا گیا۔ اطمینان قلب کے لحاظ سے فردوس جس کا ایک کوچۂ غیر آباد ہے۔ درجاناں یعنی جیل خانہ کے سامنے پھلواری مشک ریز و عنبر بیز تھی، بیچوں بیچ صاف ستھری سڑکیں کٹی تھیں۔ پتوں سے لدی ٹہنیاں عروس نو کی طرح خمیدہ و محبوب پودے پھولوں کا زیور پہنے ہوئے تھے، جیل خانہ تو عبرت گاہ ہے، نہ عشرت خانہ، اس لیے سامان عبرت کی جگہ اہتمام راحت پا کر خوش ہو گیا۔ دھک سے دروازہ کا دریچہ کھلا، دربان نے اندر آنے کے لیے اشارہ کیا، سب انسپکٹر پولیس مجھے لے کر اندر داخل ہوا، دریچہ بدستور بند کر دیا گیا۔ ڈیوڑھی کا یہ خوشنما صاف ستھرا حصہ تھا، جس کے دائیں بغل میں داروغہ مجھے کرسی پر بٹھا کر مزاج پرسی کرنے لگا۔ یہ اس آمر کی شرافت کے قرین اور فرض سے دور تھا، میں نے اس کی توجہ کا شکریہ ادا کیا، اس نے مجھے بتایا کہ حکومت کی بندہ نوازی نے سیاسی قیدیوں کو اے (A) کلاس کے حقوق امتیازی عطا کیے ہیں، جنھوں نے کہ سپیشل کلاس کے قیدیوں کی آپ کو مراعات دی ہیں۔ تنگی

وقت کے سبب معذرت کی کہ آپ کے کھانے کا کوئی خاص انتظام اس وقت نہیں ہوسکتا۔ وہ اسی طرح مجھے اور باتوں میں مشغول رکھنا چاہتا تھے، مگر میری عجوبہ پسند طبیعت اندرون جیل خانہ کے لیے بے تاب تھی۔ نماز مغرب سے فارغ ہوکر مجھے اندر پہنچایا گیا، خورشید دامن افق میں چھپ چکا تھا، گورستان کی سی خاموشی جیل پر طاری تھی۔

دھوکہ:

مجھے ایک کوٹھڑی میں بند کر کے تالا لگا دیا گیا۔ میں اس کوٹھڑی میں ایک قبر دیکھ کر حیران رہ گیا، خیال کیا کہ یہ کسی قیدی بزرگ کی خانقاہ ہے اور فیوض روحانی سے بہرہ اندوز ہونے کا ارادتاً موقع دیا گیا ہے۔ قبر پر بڑا رعب وجلال برس رہا تھا، تاریکی اور سناٹے نے منظر کو اور بھی مؤثر بنایا، مجھے محسوس ہورہا تھا کہ اس بزرک کی خوابگاہ ابدی پر ضرور برکتوں کا نزول ہورہا تھا۔ اگر مجھے اپنے اعتقاد پر اصرار نہ ہوتا، تو ضرور سربسجود ہوکر حصول سوراج اور بحالی خلافت کے لیے اس بزرگ سے ملتجی ہوتا۔ میں ابھی اصرار وانکار کی کشمکش میں مبتلا تھا کہ ہیڈ وارڈ روشنی اور کمبل لے کر آیا، دیکھنے سے پتہ چلا کہ قبر تعویذ ہے۔ گستاخ وارڈر نے کمبل قبر پر بچھا کر کہا کہ اس پر آرام فرمایے، وہ یہ کہ کر چھلاوے کی طرح نکل گیا اور میرے لیے یہ معمہ حل طلب ہی رہا، میر طبیعت پر ابھی ابتدائی اثر باقی تھا اور پاس ادب سے پاس کھڑا تھا۔ اتنے میں لانگری کھانے لے کر آیا، اس سے میں نے پوچھا ''یہ کس بزرگ کی قبر ہے''؟ بولا کہ آپ جیسے مہاتما پرش کی۔ اس بے ساختہ جواب پر بلا تامل تھپڑ مارنے کو جی چاہا، مگر اصول عدم تشدد آڑے آیا، میں مثل آئینہ حیران کھڑا تھا کہ باہر سے کسی نے لانگری کو للکارا کہ قیدی سے باتیں نہ کر، باہر آ۔ وہ بھیگی بلی کی طرح خاموشی سے باہر نکل گیا۔ مجھ پر قبر کا عقدہ اب بھی نہ کھلا، میں دیر تک غرق حیرت رہا۔ اتنے میں مؤذن نے عشا کی اذان دی، میں مولوی عنایت اللہ کی آواز پہچان کر اچھلا، خاتمہ پر انھیں بلایا، ساتھ کی کھڑکی میں اچھل کود شروع ہوئی کہ آپ بھی آ گئے۔ میں نے جان لیا کہ میرے پیشرو اسیران فرنگ سردار بھگت سنگھ، وریام سنگھ بھی یہاں ہی ہیں۔ میں نے سب سے پہلے اس قبر کے متعلق سوال کیا، معلوم ہوا کہ یہ مٹی کا چبوترا، قیدی پلنگ ہے جو اپنی ظاہری بناوٹ کے سبب سے قبر معلوم ہوتی ہے اور عام طور پر اسے کھڈی پکارتے ہیں۔ مجھے اس معمہ کے حل سے ہنسی آئی، شب گزشتہ کی بے خوابی اور کوفت سفر سے چور چور تھا، اس کھڈی پر مردے کی طرح لیٹ گیا۔

سزا:

صبح نے جب پھولوں کے بستر سے سر اٹھایا، تو میں نے بھی خواب گراں سے سر اٹھایا۔ آواز دی تو ساتھی ندارد، دریافت پر معلوم ہوا کہ مولوی عنایت اللہ اور وریام سنگھ دوسری جیل میں منتقل کردیے گئے اور بھگت سنگھ باقی ہے۔ میں دوروز تحریر بیان میں مصروف رہا، کیونکہ ۱۶ر فروری ۱۹۲۲ء کو عدالت میں عدل کی تماشا گری ہونی تھی، تاروں کی چھاؤں میں

پولیس مجھے جیل سے لے کر روانہ ہوئی۔ اس غیر معمولی کارروائی سے گمان گزرا کہ شاید اندھیرے ہی اندھیرے میں مجسٹریٹ عدالت کی کرسی کو زینت دے کر اندھیر نگری چوپٹ راج کا ثبوت پیش کرے گا، مگر نہیں مجھے دفتر پولیس میں بٹھلا کر ارد گرد کے دروازے بند کر دیے گئے۔ سورج انصاف کو دن کی روشنی میں لانے کے لیے نکلا ہی تھا کہ سپرنٹنڈنٹ، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس معہ دیگر افسران پولیس باوردی اندر آئے، کھڑے میری طرف دیکھتے رہے اور چلے گئے۔ ٹھیک گیارہ بجے عدل کا ڈراما عدالت میں کھیلا گیا۔ پولیس جا بجا سڑکوں پر پہرہ دے رہی تھی، عدالت میں آنے کی کسی کو مجال نہ تھی، بدقت تمام چند وکلاء اور دو نامہ نگار اندر آ سکے۔ مجسٹریٹ نے کہا کہ بیان دیجیے، میں نے کہا کہ پولیس کا لیجیے، جو رات ہی رات مجھے جیل سے لے آئی اور ترتیب بیان کا موقع نہیں دیا۔ مجھ سے مجسٹریٹ نے پوچھا کہ کتنی سزا دوں؟ جواب دیا کہ حکومت کی نافرمانی کے مرض کی شدت ہے، اگر سزا اس مرض کی دوا ہے تو پوری خوراک دیجیے۔ مجسٹریٹ نے ہنس کے کہا، نہیں کم از کم سے شروع کیجیے۔ یعنی چھ ماہ تک متواتر جیل جاتا رہا۔ وکلاء میں سے چند ایک نے پوچھا کہ قید محض ہے یا سخت، کہا جیسا ان کا بخت۔ وقائع نگاران موجود عدالت نے اس اختصار کی تفصیل جملہ اخبارات میں یوں شائع کی ہے:

''۱۶؍ فروری ۱۹۲۲ء چودھری افضل حق مستعفی سب انسپکٹر و سیکرٹری ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹی کا مقدمہ زیر دفعہ ۱۷۔ ر ضمن ۱ و ۲) ترمیم ضابطہ فوجداری لالہ لبھو رام صاحب مجسٹریٹ درجہ اوّل کی عدالت میں گیارہ بجے پیش ہوا۔ مسلح پولیس کی خوب نمائش کی گئی۔ پہلے ان کا مقدمہ ۱۴ ماہ حال کو پیش ہوا تھا، جبکہ عدالت نے ان کو ۱۶؍ فروری ۱۹۲۲ء بجے تک بیان کی تیاری کا وقفہ دیا تھا۔ آج صبح ۵ بجے انھیں جیل میں بیدار کیا گیا اور ۶ اور ۷ بجے کے درمیان پولیس دفتر میں بٹھا رکھا۔ کمرہ عدالت میں چودھری صاحب نے کہا مجھے پولیس نے بیان تحریر کرنے کا وقت نہیں دیا۔ میں حیران ہوں کہ میرے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے۔ گرفتاری کے وقت جو گڑھ شنکر میں عمل میں آئی تھی، کوئی وارنٹ نہیں دکھایا گیا۔ مجھے نہیں بتلایا گیا تھا کہ کس جرم میں اور کہاں میرا مقدمہ ہوگا۔ میرے رشتہ داروں اور دوستوں کو بالکل بے خبر رکھا گیا ہے۔ اس پر عدالت نے اصرار کیا کہ اب ہی بیان دیا جائے اور کہا کہ ایک کلرک بیان لکھنے کے لیے مہیا کر دیتے ہیں۔ چودھری صاحب نے کہ کامل غور کیے بغیر بیان دینے کے لیے تیار نہیں ہوں، مجھے تمام سہولتیں بہم پہنچائی جائیں۔

مجسٹریٹ: کیوں مقدمہ طویل کیا جائے؟

چودھری صاحب: پھر حکم سنائیں۔

مجسٹریٹ: آپ کتنی سزا پسند کرتے ہیں؟

چودھری صاحب: پوری مقدار میں کیونکہ میرا فرض بھی سخت ہے۔

مجسٹریٹ: آخر کتنی؟

چودھری صاحب: جتنی بھی ہو۔

مجسٹریٹ: اس جرم میں ۳ سال اور ۲ ماہ ہے؟

چودھری صاحب: تین سال!

اس پر مجسٹریٹ نے ۶ ماہ قید کا حکم دیا۔ ایک صاحب نے سوال کیا کہ آیا یہ قید بامشقت ہے یا محض، تشریح فرمائی جائے۔ مجسٹریٹ نے جواب دیا کہ یہ حکامِ جیل کا اختیار ہے کہ بامشقت کو محض کر سکتے ہیں۔ پھر چند وکلا صاحبان نے سوال کیا کہ اس امر کے متعلق فیصلہ ہونا چاہیے، لیکن عدالت کی طرف سے کوئی جواب باصواب نہ ملا۔

چودھری صاحب بالکل ہشاش بشاش تھے، آپ نے ہنسی خوشی کو الوداع کہا، کمرہ عدالت میں صرف نامہ نگاروں کو آنے کی اجازت تھی''۔

پھرنی:

سزا کی کمی سے آرزوئیں خون ہو گئیں۔ تعزیز کی بیشی ہی اس وقت ہر محبِّ وطن کو محبوب تھی۔ سرمایہ صحت سے بے مایہ ملزم پر مجسٹریٹ نے رحم کا اظہار نہ کیا تھا، یہ فرشتہ اجل کی عنایت و رعایت ہے کہ وہ مہربانی سے مجھے موت سے مہلت دیتا رہتا ہے۔ زندان سے زندہ واپسی کی امید حلقہ احباب میں کم تھی اور مجھے زندہ درگور رہنے یا مردہ بگور ہونے کی چنداں پروانہ تھی۔ دوست آشنا اس عارضی فراق سے بے تاب تھے، مگر میں منزل محبوب میں جا کر خوش تھا، ہر طرف پولیس کی لیفٹ رائٹ ہو رہی تھی، کچہری کا احاطہ پولیس کا میدان مہارت بنا ہوا تھا۔ سڑکوں پر دو رویہ پولیس ہجوم کو روکے ہوئے تھے، میں شوق کی بے تابی جیل میں داخل ہو کر اپنی کوٹھڑی کی طرف بڑھا اور میری حیرت کی یہ دیکھ کر کوئی حد نہ رہی کہ اسی کوٹھڑی میں سردار بھگت سنگھ سابق نمبردار پھرنی (چکی) پر سوار ہیں۔ منہ پر ڈھاٹا، ہاتھوں میں چکی کا ہتھہ اور دانت پیس پیس کر دانے پیس رہے ہیں۔ سردی میں پسینہ پسینہ ہو رہے تھے، مجھے اس ہیئت کذائی پر ہنسی آئی، اب تک بھی جب وہ اس کا لباس اور کسب معاش یاد آتا ہے، تو ہنس ہنس کے آنسو نکل آتے ہیں۔ میرے کھڑے کھڑے داروغہ آیا اور فرمایا کہ آپ دوسری کوٹھڑی میں منتقل کر دیے گئے ہیں، قدرتی طور سے مجھے اپنے انتقال پر ملال ہوا کیونکہ ساتھی سے کسی قدر دور ہو گیا تھا۔

(جاری ہے)

احرار اور سرکار کی خط و کتابت......بسلسلۂ تحریکِ کشمیر آخری قسط

مرتب: امام اہل سنت، مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مکتوب وزیراعظم بنام مفتی صاحب

وزیراعظم آفس، جموں

۲۵ر دسمبر ۱۹۳۱ء

محترمی جناب مفتی صاحب

آپ کے مکتوب مورخہ ۲۳ر دسمبر ۱۹۳۱ء کا شکریہ ادا کرتا ہوں، احرار لیڈرز سے جو ملاقات ہو رہی ہے، وہ پنجاب گورنمنٹ کے زیرنگرانی ہے۔ اس لیے آپ کو چاہیے کہ پنجاب گورنمنٹ کے ذمہ دار افسروں سے گفت وشنید کریں، اگر ضروری سمجھا گیا تو یہی افسر ہم سے خط و کتابت کر سکتے ہیں۔

اگر یہ اجتماع یہاں ہوتا تو کشمیر گورنمنٹ کے کسی ذمہ دار افسر کے لیے یہ امر درست ہوسکتا تھا کہ وہ احرار لیڈرز کے ساتھ گفت وشنید میں اس غرض سے حصہ لیتا کہ ایسے ذرائع تلاش کیے جائیں جو احرار لیڈرز کو اس تحریک کے روک دینے پر آمادہ کریں جسے ہم قطعاً نادرست خیال کرتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ پنجاب گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہے اور میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ آپ نواب سکندر حیات خاں اور سر ہنری کریک سے تعلق پیدا کریں۔ مجھے یہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ میں آپ کی اس تکلیف فرمائی کا بہت زیادہ شکر گزار ہوں کہ آپ نے لاہور کا سفر اختیار کیا اور امید کرتا ہوں کہ آپ اس تحریک کو جس سے متعدد فریق مشکلات میں مبتلا ہیں ختم کرانے کی سعی میں کامیاب ہوں گے۔

آپ کا مخلص

ہری کشن کول

(یہ اصل خط انگریزی میں ہے)۔ یہ خط ۲۷ یا ۲۸ کو موصول ہوا تھا۔

مراسلہ مفتی صاحب بنام وزیر اعظم

لاہور

۲۹؍دسمبر ۱۹۳۱ء

جناب محترم پرائم منسٹر صاحب ریاست جموں وکشمیر

جناب کے مراسلہ مورخہ ۲۵؍دسمبر ۱۹۳۱ء کے لیے دلی شکریہ قبول فرمایے، جیسا کہ جناب پر روشن ہے کہ احرار لیڈرز کو ایک جیل میں جمع کرنے اور ہمارے لیے ان کے ساتھ گفتگو کا موقع بہم پہنچانے کی قرارداد ہز ہائی نس مہاراجہ جموں وکشمیر اور آپ کے ساتھ ۲؍دسمبر کو دہلی میں طے ہوئی تھی اور آپ نے فرمایا تھا کہ دورانِ گفتگو میں ریاست کا کوئی معتمد لاہور میں رہے گا یا مراسلت کا کافی انتظام کر دیا جائے گا۔

جناب کا تار موصول ہونے پر میں اسی قرارداد کے بموجب لاہور آیا اور ۲۲؍دسمبر کو بورسٹل جیل میں احرار لیڈرز سے ملاقات کی، میں نے قاعدہ کے موافق ابتدائی مراحل طے کرنے کے لیے ۲۳؍دسمبر کو جناب کو وہ مراسلہ لکھا، جس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ یہ معاملہ اب گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہے اور مجھے مشورہ دیا ہے کہ میں نواب سکندر حیات خاں اور سر ہنری کریک سے ملوں۔ چونکہ اس وقت تک اس معاملے میں پنجاب گورنمنٹ سے میری کوئی خط وکتابت نہیں ہوئی اور باوجود یکہ جیل کی ملاقات کو سات دن ہو گئے۔ مجھے گورنمنٹ کی طرف سے کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی کہ مجھے کس افسر سے کب گفتگو کرنی چاہیے۔ اس لیے براہِ کرم مجھے بواپسی مطلع فرمائیں کہ کیا آپ نے نواب سکندر حیات خاں اور سر ہنری کریک کو بھی اپنے مراسلے کی نقل بھیج دی ہے تاکہ میں ان کی طرف سے ملاقات کی تاریخ اور وقت کی اطلاع کا انتظار کروں۔

اخیر میں مکرر آپ کے عنایت نامے کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آپ کا مخلص

محمد کفایت اللہ

مکتوب وزیر اعظم بنام مفتی صاحب

ہز ہائی نس گورنمنٹ جموں وکشمیر

پرائم منسٹر آفس

۳۱ر دسمبر ۱۹۳۱ء

مکرمی مفتی صاحب

آپ کا مراسلہ مورخہ ۲۹ر دسمبر ۱۹۳۱ء کو ملا، مشکور ہوں۔ میں آپ کے مراسلہ اور اس جواب کی جو میں نے ۲۵ دسمبر کو آپ کی خدمت میں بھیجا تھا، نقلیں آنریبل سر ہنری کریک اور آنریبل نواب سکندر حیات خاں صاحب کی خدمت میں بھیج چکا ہوں۔ آپ براہِ راست نواب سکندر حیات خاں صاحب سے ملاقات فرما سکتے ہیں۔ میرے ایما سے آپ کے دہلی سے یہاں تشریف لانے کے لیے میں ممنون ہوں۔ اگر بفضلہٖ کوئی نتیجہ نیک پیدا ہوا تو گورنمنٹ ہم لوگوں کو باقاعدہ طور سے اطلاع دے گی۔

آپ کا صادق

ہری کشن کول

مکتوب مفتی صاحب بنام آنریبل نواب سکندر حیات خاں صاحب

لاہور۔

دفتر مجلس خدام الدین

۳۱ر دسمبر ۱۹۳۱ء

بخدمت جناب آنریبل نواب سکندر حیات خیاں صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ وزیر اعظم ریاست جموں وکشمیر کی اس اطلاع پر کہ قرارداد کے موافق احرار لیڈرز کو بورسٹل جیل لاہور میں جمع کر دیا گیا، آپ ان سے ملاقات کریں۔ میں اور مولانا احمد سعید صاحب دہلی سے لاہور آئے اور ۲۲ر دسمبر کو احرار ورکنگ کمیٹی کی معیت میں احرار لیڈرز سے جیل میں ملاقات کی اور بعض مبادیات کے تصفیہ کے لیے ہم نے وزیر اعظم کو مراسلہ لکھا۔ اس کے جواب میں وزیر اعظم نے ہمیں اطلاع دی ہے کہ معاملہ پنجاب گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہے اور یہ کہ انھوں نے آپ کو میری اور اپنی خط وکتابت کی اطلاع کر دی ہے اور آئندہ گفتگو کا سلسلہ جناب سے متعلق رہے گا۔ اس لیے براہِ کرم گفتگو کے وقت اور مقام سے مطلع فرما کر منت پذیر کا موقع عنایت فرمائیں۔ میرے ساتھ مولانا احمد سعید صاحب ہوں گے

اگر کل یکم جنوری تجویز فرمائیں تو ایک بجے سے قبل یا چار بجے کے بعد کا وقت مقرر فرمائیں۔

محمد کفایت اللہ

پریذیڈنٹ جمعیت علمائے ہند

مکتوب نواب سکندر حیات خاں بنام مفتی صاحب

سلام مسنون۔ نیاز، آپ کا عنایت نامہ محررہ ۳۱ر دسمبر ۱۹۳۱ء مجھے ۲ جنوری ۱۹۳۲ء کو شام کو ملا۔ آپ نے ملاقات کے متعلق دریافت فرمایا ہے جواباً عرض ہے کہ مجھے مسرت ہوگی اگر آپ اور مولانا احمد سعید صاحب کل بروز منگل مورخہ ۵ر جنوری ۱۹۳۲ء، ۴ بجے شام بندہ کے مکان (۲۱ لوئر مال) پر تشریف لے آئیں۔

خاکسار خلائق

سکندر حیات عفی عنہ

۵ر جنوری کو مفتی صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب نے آنریبل نواب سکندر حیات خاں صاحب سے ملاقات کی، بعض معاملہ پر باقاعدہ گفتگو اس لیے نہ ہوسکی کہ نواب صاحب نے سرکاری حیثیت سے گفتگو کرنے سے احتراز کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ معاملہ حکومت کشمیر کا ہے، ان کا کوئی نمائندہ یہاں موجود ہونا چاہیے۔ میں ذاتی حیثیت سے گفتگو کرسکتا ہوں، سرکاری حیثیت سے نہیں کرسکتا۔

اسیرانِ احرار سے بورسٹل جیل میں دوسری ملاقات:

نواب سر سکندر حیات خاں کی اختیار کی ہوئی پوزیشن کی بنا پر کوئی باقاعدہ اور تصفیہ کن گفتگو نہیں ہوسکی۔ مفتی صاحب نے مناسب سمجھا کہ تمام حالات اسیرانِ احرار کو بتا دیے جائیں۔ اس لیے چودھری افضل حق صاحب نے آنریبل نواب صاحب سے ۶ر جنوری کو اسیروں سے ملاقات کرنے کی استدعا کی۔ نواب صاحب ممدوح نے انتظام کر دیا اور ۶ر جنوری کو حضرت مفتی صاحب و مولانا احمد سعید صاحب اور چودھری افضل حق صاحب نے اسیر رہنماؤں سے دوسری ملاقات کی۔

اسیر رہنماؤں کو جب یہ حالات معلوم ہوئے تو انھوں نے متفق اللفظ ہو کر کہا کہ جب تک بنیادی امور کی تکمیل نہ ہو جائے اس وقت تک یہ سلسلہ نہیں بڑھایا جاسکتا۔ چنانچہ مفتی صاحب نے یہ تمام کیفیت پرائم منسٹر کو حسب ذیل مراسلہ میں لکھ کر بھیج دی۔

مراسلہ مفتی صاحب بنام وزیر اعظم

لاہور

۶ر جنوری ۱۹۳۲ء

مکرمی جناب راجہ ہری کشن کول صاحب، پرائم منسٹر ریاست جموں وکشمیر

تسلیم! جناب کی اس اطلاع پر کہ معاملہ اب پنجاب گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہے اور آپ نے میری اپنی مراسلت کی نقلیں آنریبل نواب سکندر حیات خاں صاحب ریونیو ممبر پنجاب گورنمنٹ کو بھیج دی ہیں اور مجھے ان سے گفتگو کرنی چاہیے۔ کل میں نے بمعیت مولانا احمد سعید صاحب آنریبل نواب سکندر حیات خاں صاحب سے ملاقات کی۔ نواب صاحب ممدوح یوں تو مکارم اخلاق سے پیش آئے لیکن میرے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی جب انھوں نے یہ فرمایا کہ میں نے ذاتی حیثیت سے آپ کی ملاقات کی مسرت حاصل کی ہے۔ سرکاری حیثیت سے میں اس معاملہ پر گفتگو نہیں کر سکتا۔

جب میں نے ان سے یہ کہا کہ پرائم منسٹر صاحب نے مجھے اطلاع دی ہے کہ اب معاملہ پنجاب گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہے اور اس معاملہ میں آپ یا سر ہنری کریک گفتگو کریں تو انھوں نے فرمایا کہ پنجاب گورنمنٹ کا اس گفتگو سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پنجاب گورنمنٹ کا کام صرف اس قدر تھا کہ اس نے احرار ورکنگ کمیٹی کے ممبروں کو ایک جیل میں جمع کر دیا اور آپ کے لیے ان سے ملنے اور گفتگو کرنے کی سہولت بہم پہنچا دی۔ میں جس طرح اس امر کا یقین کرنے سے قاصر ہوں کہ آپ نے پنجاب گورنمنٹ سے یہ طے کیے بغیر کہ وہ معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لے کر تصفیہ کرا دے یہ فقرہ (اب معاملہ پنجاب گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہے) مجھے لکھ کر سر ہنری کریک یا نواب سکندر حیات سے ملنے کے لیے تحریر فرما دیا ہوگا۔

اسی طرح میں اس بات کا یقین کرنے کی بھی وجہ نہیں پاتا کہ پنجاب گورنمنٹ کا ایک ذمہ دار افسر اس کے بعد کہ معاملہ پنجاب گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہو، اس طرح صاف انکار کر دے۔

جناب کو معلوم ہے کہ میں نے ہز ہائی نس مہاراجہ بہادر کی دعوت پر ۲ر دسمبر کو دہلی میں ہز ہائی نس سے ملاقات کی تھی۔ ہز ہائی نس کی گفتگو اور اس خط و کتابت کی بنا پر جو میرے اور دربار کشمیر کے درمیان ہوتی رہی ہے، میرا خیال تھا کہ ہز ہائی نس اس کشمکش کو انصاف اور رعیت پروری و الطاف شاہانہ کی بنا پر ختم کرنے کا تہیہ فرما چکے ہیں۔ اور اسی خیال پر اس گتھی کو سلجھانے کے لیے میں نے ہز ہائی نس کے ارشاد پر اپنی خدمات پیش کرنے سے عذر نہیں کیا اور ۲۰ر دسمبر کو دربار کے تار پر لاہور آیا اور ۵ر جنوری تک اسی خیال و

یقین کی بنا پر مقیم رہا کہ دربار کشمیر نے گفتگوئے مفاہمت کے لیے کافی انتظام کر دیا ہوگا اور مفاہمت کو کامیاب کرنے کے لیے ہر قسم کی سہولت بہم پہنچائی جائے گی۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ آنریبل نواب سکندر حیات خاں صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد مجھے یہ محسوس ہو رہا ہے کہ ۲؍دسمبر سے ۵؍جنوری تک کا طویل زمانہ گزارنے اور ۲۲؍دسمبر سے ۵؍جنوری تک لاہور میں قیام کرنے کے باوجود مفاہمت کے لیے کوئی صحیح اور مفید طریقہ بہم نہیں پہنچایا گیا، چونکہ لاہور میں طویل قیام کے باعث میرے دوسرے ضروری مشاغل کا بہت حرج ہوا ہے۔ اس لیے میں اب دہلی جا رہا ہوں اور ہز ہائی نس کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ راعی کا رعایا کے ساتھ ایسا تعلق ہے اور ہونا چاہیے جیسا کہ باپ کا اولاد سے ہوتا ہے۔ ہز ہائی نس اگر تھوڑی سی توجہ سے کام لیں تو یہ گتھی جو امتداد مدت کی وجہ سے زیادہ الجھتی جا رہی ہے، آسانی سے سلجھ سکتی ہے۔ اخیر میں یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ مجلس احرار اور اس کے ذمہ دار کارکن اس تحریک کے اصلی چلانے والے ہیں۔ اس لیے آئندہ سلسلۂ گفتگو براہِ راست ان کے ساتھ ہی قائم کیا جائے اور جس قدر جلد ممکن ہو کوئی ذمہ دار آفیسر گفتگوئے مفاہمت کے لیے مقرر کر کے مطلع فرمایا جائے۔ میں ممنون ہوں گا اگر جناب والا دہلی کے پتہ سے جواب عنایت فرمائیں گے، میں خط و کتابت کی اشاعت سے پہلے جناب کے جواب کا انتظار کروں گا۔

آپ کا مخلص

محمد کفایت اللہ

خط وزیر اعظم بنام مفتی صاحب

ہز ہائی نس گورنمنٹ جموں و کشمیر

پرائم منسٹر آفس، جموں

۹؍جنوری ۱۹۳۲ء

کرم فرمائے من مفتی صاحب

تسلیم! آپ کا عنایت نامہ مورخہ ۶؍جنوری کو پہنچا، مشکور کیا۔ اثنائے گفتگو دہلی میں آپ کے یہ امید دلانے پر کہ اگر احرار لیڈران مقید جیل کو ایک جگہ پر اکٹھا کیا جائے، جن سے آپ کو اور آزاد لیڈرانِ احرار کو تبادلہ خیال کرنے کا موقع دیا جا سکے تو کوئی ایسی صورت نکل سکتی ہے کہ جس سے تحریک احرار ختم ہو جائے (مفتی صاحب کے الفاظ یہ تھے: ''تو ہمیں امید ہے کہ ایک باعزت مفاہمت کرا دینے میں ہم کامیاب ہو جائیں گے۔ دیکھو ۲ دسمبر کی ملاقات کی روداد اور مفتی

صاحب کا مراسلہ نمبر ۱۸، بنام وزیراعظم)۔ میں نے افسران پنجاب گورنمنٹ سے تذکرہ کیا۔ چنانچہ میرے ایماء سے پنجاب گورنمنٹ نے لیڈران مذکو کو بورسٹل جیل میں یک جا کرنے کا انتظام کر دیا اور یہاں سے مولانا مظہر علی اظہر کو بھی لاہور بھجوا دیا گیا اور اطلاع آپ صاحب کو دی گئی۔ لیکن چونکہ گفت وشنید پنجاب کے ایک جیل میں ہوئی تھی اور قیدیانِ مذکور بھی زیرِ اہتمام پنجاب گورنمنٹ تھے، اس لیے گورنمنٹ کشمیر کا کوئی دخل گفت وشنید میں نہیں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے اپنے سابقہ خط میں آپ کو یہ تحریر کیا کہ آپ نتیجہ تبادلہ خیالات کے متعلق گفت وشنید افسران ذمہ دار پنجاب گورنمنٹ کے ساتھ کریں۔ اور آنریبل سر ہنری کریک اور آنریبل نواب سکندر حیات خاں صاحب کی خدمت میں بھی ایسا ہی تحریر کیا۔ خیال یہ تھا کہ اگر کوئی نتیجہ ایسا برآمد ہو سکے گا جس پر گورنمنٹ کشمیر کے لیے عمل کرنا ناممکن نہیں اور تحریک بند ہو جائے تو پنجاب گورنمنٹ اس نتیجہ کی اطلاع گورنمنٹ کشمیر کو دینے میں سہولت پیدا کرے۔ ممکن ہے کہ آنریبل نواب سکندر حیات خاں صاحب کو کوئی ایسی صورت نظر نہ آئی ہو، اس وجہ سے انھوں نے سرکاری طور پر گفتگو کرنا مناسب نہ سمجھا ہو۔

گو صاحب موصوف کی جانب سے کوئی اطلاع اب تک مجھے آپ کی اور ان کی ۴؍جنوری کی گفتگو کے متعلق موصول نہیں ہوئی۔ (وزیراعظم نے سہواً ۴؍جنوری لکھ دی ہے، ورنہ ملاقات اور گفتگو کی تاریخ ۵؍جنوری ہے۔ دیکھو مراسلہ مفتی صاحب، نمبری ۲۶۔ بنا وزیراعظم)

بہر حال میں آپ کا اور مولانا احمد سعید صاحب کا لاہور تشریف لانے اور قیام رکھنے و نیز لیڈرانِ احرار کے ساتھ گفتگو کر کے معاملات سلجھانے کی کوشش کرنے کے لیے نہایت مشکور ہوں اور توقع کرتا ہوں کہ جو دلچسپی آپ نے اس معاملہ میں لی ہے، اس کو آپ بغرض حصول نتیجۂ نیک جاری رکھیں گے۔

آپ نواب سکندر حیات خاں صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد اگر مجھے اطلاع دیتے کہ آپ کا ارادہ گفتگو بند کر کے دہلی جانے کا ہے تو میں فوراً آپ کو صلاح دیتا کہ آپ مجھ سے آ کر مل جائیے۔

کل ہی ایک دو صاحب نے ایک ذریعہ سے متعلقِ احرار مجھ سے گفتگو کی ہے، اگر اس میں کوئی صورت سہولت پیدا ہونے کی نظر آئی تو بشرطِ ضرورت آپ صاحبان کو پھر تکلیف دوں گا۔

آپ کا صادق

ہری کشن کول

مکتوب مفتی صاحب بنام وزیراعظم

دہلی

۲۰ جنوری ۱۹۳۲ء

جناب مکرم! راجہ ہری کشن کول صاحب وزیراعظم ریاست جموں وکشمیر

۹ رجنوری اور ۱۴ رجنوری ۱۹۳۲ء کے عنایت ناموں کا شکریہ قبول فرمایے۔ جواب کی تاخیر معاف فرمائیں۔ ۵ر جنوری کو آنریبل نواب سکندر حیات خاں صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد ۶ رجنوری کو اسیرانِ احرار سے ملاقات اس غرض سے کی گئی تھی کہ ان کو اس کارروائی کی اطلاع دے دی جائے جو ۲۲ ردسمبر ۳۱ء (جبکہ پہلی ملاقات ہوئی تھی) اور ۵ر جنوری ۳۲ء کے درمیان حکومت کشمیر اور حکومت پنجاب کی طرف سے ہوئی۔ ۲۲ ردسمبر ۳۱ء کی ملاقات کے بعد میں نے اپنے مراسلہ مورخہ ۲۳ ردسمبر میں احرار لیڈرز کی طرف سے باعزت مفاہمت کے لیے آمادگی کا اظہار کرتے ہوئے گفتگو کی ابتدا کرنے کے لیے تین باتیں تحریر کیں تھیں۔ پہلی بات یہ تھی کہ اسیر رہنماؤں کو جیل میں باہم ملنے اور تبادلہ خیالات کرنے کا موقع نہیں دیا گیا۔ یہ شکایت ۵ رجنوری تک بحالہ قائم تھی۔

دوسری بات یہ تھی کہ مصالحت کی بنیاد اس امر پر ہوگی کہ کشمیر میں ذمہ دار حکومت کے قیام پر غور کیا جائے، اس کے متعلق حکومت کشمیر نے کوئی تصریح نہیں کی بلکہ معاملہ کو پنجاب گورنمنٹ کی طرف محول کر دیا۔ حالانکہ یہ امر ظاہر ہے کہ یہ معاملہ ہز ہائی نس مہاراجہ کشمیر کے طے کرنے کا ہے۔ نہ حکومتِ پنجاب کا۔

تیسری بات یہ تھی کہ مفاہمت کی گفتگو کے لیے کوئی ذمہ دار آفیسر کشمیر گورنمنٹ کی طرف سے مقرر کیا جائے، اس کا نتیجہ اس وقت تک یہی تھا کہ کشمیر گورنمنٹ نے کوئی ذمہ دار آفیسر مقرر نہیں کیا۔ بلکہ پنجاب گورنمنٹ محول کیا تھا اور پنجاب گورنمنٹ کے ریونیو ممبر کے، جن سے ملاقات کرنے کی آپ نے اپنے مکتوب مورخہ ۳۱ ردسمبر ہدایت کی تھی، سرکاری حیثیت سے گفتگو کرنے پر آمادگی ظاہر نہیں فرمائی تھی۔

میں نے ۶ رجنوری کو احرار لیڈرز سے ملاقات کر کے یہ تمام پوزیشن اُن پر واضح کر دی اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ گفتگوئے مفاہمت کو آگے بڑھانے سے پہلے مذکورہ بالا بنیادی امور کی تکمیل کا انتظار کرنے میں حق بجانب ہیں۔

چونکہ ۹ رجنوری کے خط میں جناب نے تحریر فرمایا تھا کہ دو شخصوں نے احرار کے متعلق آپ سے گفتگو شروع کی

ہے، اس لیے میں بھی دعا کر رہا ہوں کہ حق تعالیٰ، اس کی نیک نتیجہ پر منتج فرمائے اور جلد از جلد باعزت سمجھوتہ ہو جائے۔

ایک مرتبہ پھر ہز ہائی نس کو پرزور توجہ دلاتا ہوں کہ وہ مفاہمت میں تاخیر ہونے کے باعث پیش والی پیچیدگیوں اور مشکلات کو نظر انداز نہ فرمائیں اور جس قدر جلد اپنی رعایا کو مطمئن فرمادیں گے، اس قدر راعی اور رعایا اور ملک کے لیے بہتر ہوگا۔

آپ کا مخلص

محمد کفایت اللہ

☆......☆......☆



مبصر: صبیح ہمدانی

نام: تذکرہ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی ترتیب: مولانا اللہ وسایا مدظلہ ضخامت: ۴۰۸ صفحات
قیمت: درج نہیں **ناشر:** عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ۔ملتان۔ **061-4783486**

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ ملت اسلامیہ پاکستان کے سرمایۂ افتخار بزرگوں میں سے تھے۔ ان کی ساری زندگی مختلف النوع اور متعدد اسلامی خدمات میں صرف ہوئی۔ تعلیم و تدریس، تصنیف و تالیف، تزکیہ و احسان، ردِّ فتن، بالخصوص تحفظ ختم نبوت، سمیت گوناگوں دینی شعبوں میں ان کی انتھک محنت نے اعلائے کلمۃ الحق، جہد و مجاہدۂ دین، اور قیادت و سیادت اور سرپرستی کے قرینوں کی نئی مثال قائم کی۔ ماہنامہ ''بینات'' جیسے مؤقر مجلّے کی ادارت، کئی جلدوں میں مبسوط فقہی مسائل کا حل، تحفظ ختم نبوت، اختلاف امت اور تجدّد پسندی، جیسے موضوعات پر سنجیدہ اور بلیغ مقالات و مضامین، جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں تدریس حدیث، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سرگرمیوں میں پرجوش مشارکت، تزکیہ و احسان و بیعت و ارشاد کی مستقل ذمہ داری، اقرأ روضۃ الاطفال کی سرپرستی غرض حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کے متعدد زاویے ہیں۔ عمر بھر والہانہ جذبے سے جس طرح خدمت اسلام کرتے رہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے وقت آخر بھی شہادت کی عظیم منزل سے ہمکنار فرمایا۔

ان بے تحاشا دینی خدمات کے باوجود ابھی تک حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی باقاعدہ سوانح حیات منصۂ شہود پر نہ آئی تھی۔ اس کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے زیرِ نظر کتاب کو تالیف فرمایا ہے۔ اس ترتیب میں انھیں مولانا عبداللطیف طاہر مدظلہ کا ساتھ میسر رہا، بلکہ مولانا اللہ وسایا کے بقول اصل محنت اور کاوش مولانا عبداللطیف ہی کی ہے۔

کتاب بنیادی طور پر گیارہ چھوٹے بڑے ابواب میں منقسم ہے۔ جن میں: خاندانی حالات و سوانح، نمایاں اوصاف و خصوصیات، سلوک و احسان، تحفظِ ختم نبوت کے لیے خدمات، تصنیفی خدمات اور خراج تحسین وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ کتاب بحیثیت مجموعی خوش ترتیبی اور خوش منظری کی خوبیوں سے آراستہ ہے۔ اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی کثیر الجہت شخصیت کے محاسن کا ایک خوبصورت منظر بھی۔

نام: قرآن کی تاثیر کے حیرت انگیز واقعات مرتب: مولانا حافظ محمد عارف ظلہ ضخامت: ۴۴۰ صفحات
قیمت: درج نہیں ملنے کا پتہ: جامعہ عربیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ، **0321-7448088**

جس طرح خود ذاتِ ربانی جلّ مجدہ کے محاسن لامحدود ہیں اسی طرح آپ کی صفات حسنہ کی گہرائی بھی کسی حدو

انتہا سے آشنا نہیں۔ قرآن مجید کلامِ الٰہی ہے، اور حضرت حق جلّ مجدہ کی صفات علیا میں بلند مقام صفت ہے۔ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق سے خطاب کے لیے نازل فرمایا لہٰذا ہمیشہ ہمیش کے لیے اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کی کیفیات حاصل کرنے کے لیے یہی کتابِ مقدس بہترین ذریعہ ہے۔

قرآن مجید کے اثرات مختلف النوع اور رنگا رنگ کے ہیں۔ اس کی عبارت کی حسن ترتیب پڑھنے والوں کو مؤثر معلوم ہوتی ہے، اس کے الفاظ کو صحیح طریقے سے پڑھا جائے تو سننے والے بے ساختہ لذتِ گوش سے محظوظ ہوتے ہیں، اس کے مفاہیم و مضامین سوچنے والے قلوب اور فطرتِ سلیمہ کے حاملین کو بے تحاشا جذب کرتے ہیں۔ غرض یہ کہ قرآن مجید کے محاسن کا پوری طرح احاطہ کرنا ممکن نہیں۔

زیرِ نظر کتاب قرآن مجید کی تاثیر کے متنوع اور حیرت انگیز واقعات کی جمع آوری کے نتیجے میں وجود میں آئی ہے۔ اس کتاب میں بنیادی طور پر ایسے افراد کا ذکر ہے جنھیں قرآن مجید سے متاثر ہو کر دولتِ اسلامی سے مالا مال ہونے کا موقع نصیب ہوا۔ یعنی قرآن پاک کی تاثیر نے انھیں اپنے آبائی یا خود اختیار کردہ باطل نظریات وعقائد کے چنگل سے نکالا اور وہ صحیح عقیدہ اور صحیح فکر کی کشادگی سے فائدہ یاب ہو سکے۔

اس کتاب کے مطالعے سے قاری کو قرآن مجید سے تعلق کی دولت نصیب ہوگی اور نئے سرے سے قرآن مجید کے انوار و فیوض سے اپنے حصے کی روشنی حاصل کرنے کی خواہش نصیب ہوگی۔

نام: تین علمی مجلّات (پرکھ، صریرِ خامہ، تحقیق) تعارف و اشاریہ مرتب: محمد شاہد حنیف ضخامت: ۱۱۲ صفحات
قیمت: ۳۰۰ ملنے کا پتہ: کتاب سرائے، اردو بازار، لاہور۔ فضلی سنز اردو بازار کراچی۔

اشاریہ کسی بھی کتاب کا مختصر ترین تعارف اور مرتکز ترین آئینہ ہوتا ہے۔ اشاریے کی مدد سے کسی بھی تصنیف سے ضرورت کی معلومات کو تیز رفتاری سے حاصل کرنا ممکن ہو جاتا ہے۔ خاص طور پر وہ علمی و تحقیقی مجلّات و رسائل جو زمانی وقفوں سے مسلسل شائع ہوتے ہیں ان میں شائع ہونے والے مقالات بھی مرورِ زمانہ کے ساتھ فراموشی کی گرد تلے ڈھکتے جاتے ہیں، اور اشاریہ ہی ان کو دوبارہ قابلِ استفادہ بناتا ہے۔ بلکہ طالبانِ علم کے لیے اشاریے کی مدد سے ہی بہت سے موضوعات کے وجود کا انکشاف ہوتا ہے، استفادے کی منزل تو اس کے بعد آتی ہے۔

پاکستان میں جناب محمد حنیف شاہد کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے خصوصی ذوقِ اشاریہ نگاری حاصل ہوا ہے۔ ان کا کام جس قدر کثیر اور کبیر ہے ایسا کام کمیت و کیفیت میں کہیں اور دیکھنے میں نہیں آیا۔

زیرِ نظر کتاب جامعۂ سندھ (جامشورو) کے شعبہ اردو کے تین جرائد: ''صریرِ خامہ'' (آٹھ شمارے)، ''پرکھ'' (ایک شمارہ)، اور ''تحقیق'' (بتیس شمارے) کے تعارف اور ان میں شائع ہونے والے ساڑھے چھ سو مصنفین کے بارہ سو سے زائد مقالات و نگارشات کے اشاریے پر مشتمل ہے۔ محمد شاہد حنیف کی اس محنت کے نتیجے میں علوم کی ایک مکمل تاریخ محفوظ ہو کر محققین اور طلبہ کے لیے قابلِ دسترس ہوگئی ہے۔

اخبارُالاحرار

لاہور (یکم فروری) مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ اور نائب امیر سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ عازمین حج کے لیے حکومت کی جانب سے سبسڈی ختم کرنا، نہ صرف ظلم ہے بلکہ ریاست مدینہ کے دعووں کی بھی نفی ہے۔عبداللطیف خالد چیمہ نے مسجد ختم نبوت بورے والا میں نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکمران اپنے دعووں میں جھوٹے ثابت ہو رہے ہیں جبکہ اسرائیل سے تعلقات استوار کرنے کے لیے بیک ڈور ڈپلومیسی سے کام لیا جارہا ہے اور عقیدۂ ختم نبوت اور 295 سی کے خلاف گھناؤنی سازشیں ہو رہی ہیں۔انہوں نے کہا کہ قادیانیوں اور دین دشمنوں کو نوازا جارہا ہے انہوں نے کہا کہ حق سچ کہنا اکابر احرار کا شیوہ ہے اور ہم بھی اس طریقے پر قائم ہیں۔انہوں نے کہا کہ سانحہ ساہیوال کے ذمہ داروں کو بچانے کی کوششیں کی جارہی ہیں ملزمان کا متضاد بیان اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ ملزمان کو تحفظ دینے کے لیے سرتوڑ کوششیں ہو رہی ہیں۔انہوں نے لوگوں پر زور دیا کہ وہ اپنی نسلوں کو عقیدہ ختم نبوت سے روشناس کرانے کے لیے اپنی ذمہ داریاں پوری کریں۔بعدازاں عبداللطیف خالد چیمہ نے جامعہ حنفیہ بورے والا میں مولانا قاری محمد طیب حنفی کے بھائی ڈاکٹر انور غنی مرحوم کے انتقال پر تعزیت کی اور حاجی غضنفر علی کے بیٹے صلاح الدین کے دعوت ولیمہ میں شرکت کی، جبکہ سید محمد کفیل بخاری نے ڈسکہ میں نماز جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ کی زمین پر اللہ کا قانون نافذ ہوگا تو دنیا میں امن ہوگا۔انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت امت کے لیے وجۂ اتفاق ہے ناموس رسالت پر پوری امت مسلمہ کی ایک ہی آواز ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کی سزا موت ہے لیکن یہ ذمہ داری حکومت کی ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری کو پہچانے اور 295 سی پر عمل درآمد کی صورت حال کو مؤثر بنائے۔

لاہور (4 فروری) مجلس احرار اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت کی قیادت نے اپنی جماعت کی ماتحت شاخوں کو ہدایت کی کہ وہ یوم یکجہتی کشمیر کے حوالے سے احتجاجی مظاہروں میں بھرپور شرکت کریں اور کشمیریوں کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کریں۔مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری، نائب امیر سید محمد کفیل بخاری اور سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے یوم یکجہتی کشمیر کے حوالے سے اپنے بیان میں کہا ہے کہ کشمیریوں کی جدوجہد اور کشمیری شہداء کا خون بالآخر رنگ لائے گا اور کشمیر آزاد ہو کر رہے گا۔انہوں نے کہا کہ کشمیریوں کی جدوجہد طویل مدت سے جاری ہے۔1931ء میں مجلس احرار کے کارکن الٰہی بخش شہید چنیوٹی نے جام شہادت نوش کیا تھا اور یہ ڈوگرہ راج کے خلاف تحریک کشمیر کے پہلے شہید تھے۔جبکہ پاکستان کی حکومتیں بین الاقوامی سطح پر کامیاب سفارت کاری نہیں کرسکیں، انہوں نے کہا کہ آج کا دن کشمیر کاز کو تقویت پہنچانے کا ہے۔انہوں نے کہا کہ آج پوری دنیا میں کشمیریوں کے ساتھ ہم آہنگی اور یکجہتی کا اظہار کیا جائے گا۔مقبوضہ کشمیر میں بھارتی جارحیت اور ریاستی دہشت گردی عروج پر ہے، حق خودارادیت کشمیریوں کا

پیدائشی حق ہے جوان کوملنا چاہئے۔انہوں نے کہا کہ مسئلہ کشمیر کا واحد حل اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل درآمد ہے۔

لاہور(5فروری) مجلس احرار اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت کی قیادت نے یوم یکجہتی کشمیر کے حوالے سے کہا ہے کہ ظلم کی طویل سیاہ رات ختم ہوکر رہے گی اور شہدائے کشمیر کا خون اور قربانیاں رنگ لائیں گی اور کشمیر پاکستان کا حصہ بن کر رہے گا۔قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری، سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، ڈاکٹر عمر فاروق احرار نے اپنے اپنے بیانات میں کہا ہے کہ 1931ء میں ڈوگرہ راج کے خلاف تحریک کشمیر چلی تو سب سے پہلے احرار کی پکار پر الٰہی بخش شہید چنیوٹی نے اپنی جان کی قربانی دی. انہوں نے کہا کہ پاکستان بنتے وقت باؤنڈری کمیشن کو قادیانیوں نے یہ درخواست دی کہ ضلع گرداس پور کو پاکستان کی بجائے انڈیا میں رہنے دیا جائے حالانکہ اس وقت ضلع گرداس پور کی باون فیصد آبادی مسلمانوں پر مشتمل تھی لیکن پاکستان کیخلاف ایک سازش کے ذریعے ضلع گرداس پور کو انڈیا میں رہنے دیا گیا جس کی وجہ سے کشمیر کو جانے کے راستے مسدود ہوئے انہوں نے کہا کہ آج بھی قادیانی پاکستان کی سلامتی کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ احرار رہنماؤں نے کہا کہ یواین او کی قراردادوں کے مطابق کشمیریوں کو اپنا حق خودارادیت استعمال کرنے کی اجازت ان کا فطری حق ہے جس سے انہیں محروم کیا گیا ہے انہوں نے کہا کہ گزشتہ اور موجودہ حکومت انٹرنیشنل سطح پر کشمیر کاز کو موٹیویٹ کرنے میں ناکام رہی ہیں لیکن کشمیریوں کی مسلسل قربانیوں نے پوری دنیا پر کشمیری مؤقف واضح کردیا ہے۔ اس فرق کو اب مدھم اور مٹایا نہیں جاسکتا، انہوں نے کہا کہ ڈوگرہ راج کیخلاف سب سے پہلے مجلس احرار اسلام نے تحریک چلائی جو تاریخ کے صفحات پر ثبت ہے۔

لاہور(6فروری) متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان نے ملعون گیرٹ وائلڈر کے قریبی ساتھی اور پارٹی آف فریڈم کے رکن قومی اسمبلی جورم وین کلورین کے قبول اسلام کو پھیلتی ہوئی اسلامی حقانیت کا مظہر قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اسلام کی تعلیمات کو روکنا اب عالم کفر کے بس کی بات نہیں ہے۔ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے کنونیر اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے مرکزی دفتر سے جاری اپنے بیان میں کہا ہے کہ جورم وین کلورین کا قبول اسلام اور ان کے تاثرات اس بات کا پتہ دیتے ہیں کہ اسلامی تعلیمات بتدریج عالم کفر کو اپنی آغوش میں لے رہی ہیں اور مسلمان ہونے والوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہورہا ہے۔

عبداللطیف خالد چیمہ نے سابق صدر پاکستان ڈکیٹٹر پرویز مشرف کے اس بیان کہ ’’میرے دور میں مسئلہ کشمیر حل ہونے والا تھا‘‘ کو انتہائی مضحکہ خیز قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ پرویز مشرف نے پاکستان کی نظریاتی و جغرافیائی سرحدوں کو کمزور کیا اور مسئلہ کشمیر کو الجھانے میں اہم کردار ادا کیا۔

انہوں نے کہا کہ اسرائیل سے تعلقات کے مسئلے پر بیک ڈور ڈپلومیسی کسی صورت کامیاب نہیں ہوگی اور اسلام اور وطن سے محبت کرنے والے آخر کار کامیاب ہوں گے۔انہوں نے کہا کہ حد ہوگئی ہے کہ اسرائیل سے تعلقات قائم کرنے کی کوششیں ہورہی ہیں قادیانیوں کو قادیان یاترا کے لیے سہولتیں دی جارہی ہیں اور حاجیوں کے لیے مالی مشکلات

پیدا کی جارہی ہیں کیا یہی ریاست مدینہ کا تصور ہے؟۔انہوں نے مزید کہا کہ کشمیر پاکستان کا حصہ بن کر رہے گا کشمیریوں کی آواز پوری دنیا میں سنائی دی جارہی ہے جبکہ حکومت کی سفارت کاری کمزور نظر آرہی ہے۔

ملتان (10 فروری) مجلس احرار اسلام ملتان کے امیر مولانا محمد اکمل، ناظم مولانا عبدالقیوم، قاری عبدالناصر، سعید احمد، عدنان ملک، فرحان حقانی ودیگر ذمہ داران نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں قادیانیوں کے ٹی وی چینل ایم ٹی اے کو لاہور کے کیبل آپریٹرز کی طرف کی سے آن ایئر کرنے پر شدید ردعمل کا اظہار کیا ہے۔انھوں نے کہا ہے کہ بحیثیت مسلمان کیبل آپریٹرز کی یہ حرکت بہت ہی شرمناک ہے۔انھوں نے کہا حکومت پاکستان نے قادیانی چینل کو قانونی طور پر بین کر رکھا ہے جبکہ کیبل آپریٹرز پیسوں کے بدلے ایمان کا سودا کررہے ہیں۔انھوں نے کہا قادیانی یہود ونصاری کے ایجنٹ اوران کے جاسوس ہیں، قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام نے پاکستان کے ایٹمی راز امریکہ کو دے کر پاکستان کو نا قابل تلافی نقصان پہنچایا یہ کسی بھی صورت ملک کے وفادار نہیں ہوسکتے۔انھوں نے کہا کہ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا اور اس میں محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہی نافذ کیا جائے گا ہم جب تک زندہ ہیں کسی جعلی نبوت اور جعلی نبی کے پیروکاروں کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔انھوں نے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کو ایک منظّم سازش کے تحت پھیلایا جارہا ہے اور حکومت ملک میں کسی نئے فساد کا خود ذریعہ بن رہی ہے۔حکومت کو چاہیے کہ اس کو بند کروائے تاکہ ملک میں انتشار اور انارکی نہ پھیلے۔

لاہور (14 فروری) مجلس احرار اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت نے کہا ہے کہ بنگلہ دیش کی حکومت پاکستان کی طرح اپنے آئین میں ترمیم کر کے لاہوری وقادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے اور قادیانیوں کی تبلیغی سرگرمیوں کو روکے۔مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ چونکہ یہ فتنہ ہندوستان میں پیدا ہوا اور پاکستان کی حکومت نے سب سے پہلے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت ڈکلیئر کیا لہٰذا حکومت پاکستان سفارتی سطح پر بنگلہ دیش کی حکومت سے رابطہ کر کے اس کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت سمجھائے اور قادیانیت کے مضمرات سے آگاہ کرے۔انہوں نے کہا کہ اس سلسلہ میں رابطہ عالم اسلامی اور مکہ کانفرنس کی تقلید واتباع ضروری ہے۔ انہوں نے بنگلہ دیش کی حکومت سے کہا کہ وہ قادیانیت نوازی ترک کرے اور قادیانیوں کی ارتدادی تبلیغ کو روکے۔

لاہور (14 فروری) مجلس احرار اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل میاں محمد اویس نے کہا ہے کہ دنیا کے ہرکونے میں مسلمانوں پر ہی ظلم کے پہاڑ ڈھائے جارہے ہیں اس کے باوجود مسلمانوں کو ہی دہشت گرد بھی قرار دیا جاتا ہے انہوں نے چین کے صوبہ سنکیانگ میں اوئیغور مسلمانوں کو حراستی کیمپوں میں رکھنے کی شدید الفاظ میں مذمت اور ترکی کے وزیر خارجہ کے چین کے مسلمانوں کے بارے میں مذہبی وشہری حقوق کی بحالی کے مطالبے کی بھرپور حمایت کرتے ہوئے کہا کہ حکومت پاکستان چین کی حکومت سے اس سلسلے میں بات چیت کر کے اوئیغور مسلمانوں کو درپیش مشکلات کا ازالہ کرے تاکہ حراستی کیمپوں میں رہنے والے دس لاکھ مسلمانوں کے شہری ومذہبی حقوق بحالی کا

اہتمام کیا جائے۔

ملتان (15 فروری) عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت اسلام کی حفاظت ہے، عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کو اس حوالے سے اپنی ذمہ داریاں دینی جوش و جذبے، دینی غیرت وحمیت اور حکمت و دانائی سے پوری کرنی چاہئیں۔ ان خیالات کا اظہار مجلس احرار اسلام یونٹ نیو لطیف آباد کے زیر اہتمام جامع مسجد الخلیل میں درس قرآن بسلسلہ دعوت 14 ویں سالانہ شہدائے ختم نبوت کانفرنس منعقدہ 7 مارچ جمعرات بعد نماز مغرب جامع مسجد ختم نبوت، دار بنی ھاشم ملتان، سے خطاب کرتے ہوئے مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا حافظ سید محمد کفیل بخاری نے کیا۔ انہوں نے کہا کہ ختم نبوت کا عقیدہ رکھے بغیر کوئی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا فرض ادا کئے بغیر اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام 90 سال سے عقیدہ ختم نبوت کے فروغ اور تحفظ کیلئے مثبت انداز میں جدوجہد کو جاری رکھے ہوئے ہے جس کے نتیجے میں قادیانیوں سمیت کئی غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں، انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام حکومت الٰہیہ کے قیام کیلئے دینی جدوجہد کرنے والی تمام دینی وسیاسی جماعتوں کے شانہ بشانہ کھڑی ہے، وطن عزیز پاکستان کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کے لیے احرار رہنماء اور کارکن دینی جدوجہد آئینی وقانونی دائرہ کار میں رہ کر ادا کر رہے ہیں۔ اور آئندہ بھی مثبت ومؤثر انداز میں اپنی اس دینی جدوجہد کو جاری وساری رکھیں گے، انہوں درس قرآن میں شریک تمام شرکاء کو 7 مارچ جمعرات کو بعد نماز مغرب دار بنی ھاشم میں 1953 کے دس ہزار شہدائے ختم نبوت کی یاد میں منعقدہ شہدائے ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی دعوت بھی دی۔ درس قرآن میں مجلس احرار اسلام ملتان کے امیر مولانا محمد اکمل، ناظم مولانا عبدالقیوم، بھائی لیاقت، عارف شہزاد، مفتی مجاہد الرحمٰن سمیت کثیر تعداد میں احرار کارکنوں اور دیگر لوگوں نے شرکت کی۔

لاہور (18 فروری) مجلس احرار اسلام کا 3 مارچ کو ایوان احرار نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں منعقد ہونے والی سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس کے حوالے سے ایک خصوصی اجلاس مجلس احرار اسلام لاہور کے صدر حاجی محمد لطیف کی صدارت میں منعقد ہوا جس سے مجلس احرار اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل میاں محمد اویس نے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ختم نبوت دین کی اساس اور ہمارے ایمان کی روح ہے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے اپنا سب کچھ قربان کر دیں گے لیکن حضور ﷺ کی عزت وناموس پر کسی صورت آنچ نہیں آنے دیں گے، انہوں نے کہا کہ عالم کفر اسلام کو جتنا دبانا چاہتا ہے یہ اتنا ہی ابھر رہا ہے اور پوری دنیا میں اسلام تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے یہ دراصل اسلام کی حقانیت کی واضح دلیل ہے اور اسلام کے اللہ کا پیارا دین ہونے کا ثبوت ہے، انہوں نے کہا کہ پاکستان بھر میں جتنی دینی جماعتیں کام کر رہی ہیں وہ سب مل کر کفریہ طاقتوں کے خلاف میدان عمل میں اتر کر صحیح معنوں میں ختم نبوت کا تحفظ کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔ انہوں نے کہا قادیانی یہود ونصاریٰ کے ایجنٹ اور ان کے جاسوس ہیں، انہوں نے کہا کہ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا اور اس میں محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہی نافذ کیا جائے گا ہم جب تک زندہ ہیں کسی جعلی نبوت اور جعلی نبی کے پیروکاروں کو کامیاب

نہیں ہونے دیں گے، انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کو ایک منظم سازش کے تحت پھیلایا جارہا ہے اور حکومت ملک میں کسی نئے فساد کا خود ذریعہ بن رہی ہے حکومت کو چاہیے کہ وہ ان کی ارتدادی وتبلیغی سرگرمیاں کا نوٹس لے تاکہ ملک میں انتشار اور انارکی نہ پھیلے۔

مجلس احرار اسلام لاہور کے ناظم اعلیٰ قاری محمد قاسم نے بتایا کہ 3 مارچ کو منعقد ہونے والی عظیم الشان سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس کے انتظامات مکمل کر لیے گئے ہیں مختلف مذہبی وسیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کو دعوت نامے ارسال کیے جارہے ہیں انہوں نے کہا کہ یہ کانفرنس امت مسلمہ کی وحدت کا مظہر ثابت ہوگی اور اس کے اثرات ان شاء اللہ مثبت طور پر مرتب ہوں گے اس کانفرنس میں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام وخطباء عظام 1953ء کے دس ہزار شہداء ختم نبوت کو اپنے اپنے الفاظ میں خراج تحسین پیش کریں گے اور ختم نبوت کی اہمیت وفضلیت پر روشنی ڈالیں گے۔

ملتان (19 فروری) عقیدہ ختم نبوت وحدت امت کا مرکز ہے، عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت ہر مسلمان پر فرض ہے، عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے دینی وسیاسی جماعتوں کے ساتھ مل کر پر امن جدوجہد کو جاری رکھیں گے، ان خیالات کا اظہار مجلس احرار اسلام یونٹ مسجد باب رحمت کے زیر اہتمام مسجد السعید نزد اللہ شافی چوک ملتان میں مجلس احرار اسلام کے مرکزی نائب امیر حافظ سید محمد کفیل بخاری نے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجلس احرار آئندہ بھی وطن عزیز کے استحکام اور اس کی نظریاتی سرحدات کی حفاظت کے لیے اپنا کردار ادا کرتی رہے گی، انہوں نے کہا کہ عالمی سامراج اور انکے ایجنٹ اسلام و پاکستان کے خلاف مسلسل سازشوں میں مصروف ہیں سامراج کی ان مذموم سازشوں کو ناکام ونامراد کرنے کیلئے عالم اسلام کو متحد ہوکر مؤثر حکمت عملی کو اختیار کرنا ہوگا۔ درس قرآن کی اس مجلس میں مجلس احرار اسلام ملتان کے امیر مولانا محمد اکمل، سیکرٹری اطلاعات فرحان حقانی، قاری عبدالباسط، قاری طیب رشید، مولوی ابوبکر، قاری لیاقت، محمد بلال سمیت احرار کارکنوں اور ہر طبقۂ زندگی سے تعلق رکھنے والی افراد نے بھرپور شرکت کی۔

لاہور (21 فروری) تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت مارچ 1953ء کے دس ہزار شہداء کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے ختم نبوت کانفرنسز اور اجتماعات کا سلسلہ 24 فروری کو چک چوہڑ ناگڑیاں ضلع گجرات سے شروع ہورہا ہے جہاں اتوار کو صبح 10 بجے سے نماز عصر تک ختم نبوت کانفرنس خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد کی زیر صدارت منعقد ہوگی، جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مفتی محمد حسن، مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، سید عطاء اللہ شاہ ثالث بخاری، حضرت مولانا پیر شکیل اختر، مولانا عبدالحق خاں بشیر، جمعیت علماء اسلام پنجاب کے امیر ڈاکٹر عتیق الرحمٰن، مولانا اشرف مدنی، مولانا محمد مغیرہ، مولانا تنویر الحسن احرار، مولانا حسان شاہد رامپوری، چودھری عابد رضا ایم این اے اور دیگر رہنما شرکت وخطاب کریں گے۔ اس کے علاوہ یکم مارچ کو گوجرانوالہ، 2 مارچ کو سیالکوٹ، 3 مارچ کو مرکزی دفتر احرار لاہور جبکہ 7 مارچ کو ملتان میں ختم نبوت کانفرنسز منعقد ہوں گی۔ مجلس احرار اسلام کے شعبہ اطلاعات کے مطابق مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف

خالد چیمہ 28 فروری کو سرگودھا میں خطاب کریں گے جبکہ یکم مارچ کو جامع مسجد احرار چناب نگر میں شہداء ختم نبوت کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے خطبہ جمعہ دیں گے۔

دریں اثناء مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ مارچ 1953ء کے شہدائے ختم نبوت نے لاہور کے مال روڈ کو اپنے مقدس خون سے لالہ زار کر دیا تھا لیکن عقیدۂ ختم نبوت پر کوئی آنچ نہیں آنے دی۔ انہوں نے کہا کہ دس ہزار شہدائے 53ء نے اپنے خون سے ایک لکیر کھینچی تھی جس سے قادیانیوں اور مسلمانوں میں فرق اور امتیاز واضح ہوگیا۔ انہوں نے کہا کہ شہداء کی قربانی سے پاکستان قادیانی اسٹیٹ بننے سے بچ گیا۔ انہوں نے کہا کہ شہدائے ختم نبوت کی قربانی رنگ لائی اور 7 ستمبر 1974ء کو اسمبلی کے فلور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ مارشل لاء کا پہلا جبر 1953ء کی تحریک پر آزمایا گیا لیکن تحریک ختم نبوت آخر کار کامیاب ہو کر رہی۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کے مذہبی تعاقب کے ساتھ ساتھ ان کے سیاسی اور معاشی تعاقب کی بھی ضرورت ہے تا کہ پوری دنیا پر قادیانی عقائد واضح ہوسکیں انہوں نے کہا کہ اب بھی امریکہ، مغرب اور اسرائیل قادیانیوں کی پشت پر ہیں اور مسلمانوں کے عقائد میں نقب لگانے کی کوشش کی جارہی ہے انہوں نے کہا مارچ میں ہونے والی شہدائے ختم نبوت کانفرنسز قادیانی دھوکے کو بے نقاب کرنے میں اپنا کردار ادا کریں گی۔ انہوں نے دینی جماعتوں کے رہنماؤں اور کارکنوں سے اپیل کہ وہ قادیانیوں کے سیاسی عزائم پر بھی نظر رکھیں تا کہ ملک کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدیں محفوظ ہوسکیں۔

ملتان (21 فروری) دین پورے کا پورا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت امت کو ملا۔ حضور خاتم النبیین ہیں اور ہم خاتم الامم ہیں، دین اسلام کے کام کو اب مزید آگے انسانوں تک پہنچانا ہمارا فرض ہے۔ ان خیالات کا اظہار مجلس احرار اسلام یونٹ سمیجہ آباد کے زیر اہتمام درس قرآن بسلسلہ دعوت 14 ویں سالانہ شہدائے ختم نبوت کانفرنس ملتان، کے اجتماع سے نواسہ امیر شریعت حافظ سید محمد کفیل بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کیا۔

اس موقع پر مجلس احرار اسلام ملتان کے امیر مولانا محمد اکمل نے سمیجہ آباد کے علاقہ پیراں غائب میں ملتان میں مجلس احرار اسلام کے ایک نئے یونٹ کی تشکیل کی جس میں کارکنان نے کثیر تعداد میں جماعت میں شمولیت اختیار کی اور عقیدۂ ختم نبوت کی جدوجہد کے لیے قربانی دینے کا عہد کیا۔

ناگڑیاں میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

گجرات (24 فروری) تحریک ختم نبوت 1953 کے دس ہزار شہداء کی یاد میں مجلس احرار اسلام کے شعبہ تبلیغ کے زیر اہتمام جامع مسجد ختم نبوت چوہڑ چک ناگڑیاں ضلع گجرات میں خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین حضرت مولانا خلیل احمد کی زیر صدارت منعقدہ ایک روزہ سالانہ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا ہے کہ قادیانی اسلام کے غدار اور آئین ودستور پاکستان کے باغی ہیں، قادیانیوں نے چناب نگر میں ریاست کے اندر ریاست بنائی ہوئی ہے جب کہ حکومتی رٹ وہاں نظر نہیں آرہی اس عظیم الشان کانفرنس کی دو نشستیں منعقد ہوئیں جن میں پورے علاقے سے دینی وسیاسی

رہنماؤں کارکنان اور عوام نے بھر پور شرکت کی مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری، سیکرٹری عبد اللطیف خالد چیمہ، سید عطاء اللہ شاہ ثالث، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے پی کے امیر مولانا پیر شکیل الرحمٰن اختر، مولانا مفتی محمد حسن، مولانا محمد مغیرہ، ڈاکٹر محمد آصف، مولانا الیاس احمد، مولانا محمد سرفراز معاویہ، قاری احسان اللہ، مولانا ضیاء اللہ ہاشمی، مولانا شعیب ندیم، حافظ محمد ابوبکر اشرف، محمد حسان شاہد رامپوری، قاری عمر رفیق، مولانا فیاض حسین اور ممتاز سیاسی رہنما چودھری عابد رضا کوٹلہ ایم این اے نے خطاب کیا۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ حاجی نمازی حکمرانوں نے 1953 میں دس ہزار نفوس قدسیہ کے مقدس خون سے ہاتھ رنگے اور لاہور کے مال روڈ کو لالہ زار کر دیا، انہوں نے کہا کہ قادیانی جماعت کو دہشت گرد قرار دے کر خلاف قانون دیا جائے اور چناب نگر کی تلاشی لی جائے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ قادیانی فتنے کا سیاسی تعاقب بھی ضروری ہے تاکہ نسل نو کا ایمان محفوظ ہو سکے، ن لیگ کو عقیدہ ختم نبوت سے غداری کی سزا ملی۔ خواجہ خلیل احمد نے صدارتی خطاب میں کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کا اساسی عقیدہ ہے اس کا تحفظ و دفاع ہر مسلمان کا فرض ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام اور خانقاہ سراجیہ کا تعلق قدیم سے ہے اور اللہ سے دعا ہے کہ یہ تعلق ہمیشہ قائم رہے۔

دعاءِ صحت

★ قائد احرار، ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
★ مجلس احرارِ اسلام ملتان کے سرپرست اور رکن مرکزی مجلس شوریٰ صوفی نذیر احمد
★ حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند گرامی جناب خواجہ رشید احمد صاحب
★ لاہور کے بزرگ احرار کارکن چودھری محمد اکرام صاحب ★ مدرسہ معمورہ ملتان کا سابق طالب علم حافظ محمد اویس سنجرانی
★ مجلس احرار اسلام ملتان کے قدیم کارکن محمد یعقوب خان خواجکزئی
★ ملتان میں ہمارے کرم فرما محمد عباس صاحب فالج کے مرض میں مبتلا ہیں
★ چیچہ وطنی، پیر جی عبداللطیف رحمہ اللہ کے پوتے، پیر جی عبدالجلیل مدظلہٗ کے فرزند خلیل الرحمٰن علیل ہیں
★ مجلس احرار اسلام یونٹ بڑی بستی ارآئیں جتوئی کے کارکن ڈاکٹر ریاض احمد کا جواں سال بیٹا علیل ہے
★ حضرت مولانا محمد یسین رحمہ اللہ (سابق مہتمم جامعہ قاسم العلوم ملتان) کے فرزند حافظ محمد شعیب شدید علیل ہیں
★ مدرسہ معمورہ کے مدرسہ قاری محبوب الرحمٰن کے چچا شدید علیل ہیں
★ پیر محل کے احرار کارکن حافظ امان الحق کے والد عبدالحق صاحب علیل ہیں

احباب و قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مریضوں کی صحت یابی کے لیے دعاء فرمائیں، اللہ تعالیٰ سب کو شفا کاملہ عطا فرمائے۔ آمین

مسافران آخرت

ادارہ

☆مدرسہ معمورہ ملتان کے پڑوسی محمد اکبر سلیم صاحب کی اہلیہ مرحومہ 27 جنوری کوانتقال کرگئیں

☆مدرسہ معمورہ ملتان کے مدرس مولانا فیصل متین سرگانہ کے عزیز محمد حیات سرگانہ کے ماموں29 جنوری کوانتقال کر گئے

☆مدرسہ معمورہ ملتان کے مدرس قاری محمد وقاص کے ماموں حاجی حبیب احمد مرحوم 31 جنوری کوانتقال کر گئے ۔مرحوم، پروفیسر سید محمد وکیل شاہ رحمہ اللہ کے شاگرد تھے اور خاندانِ امیر شریعت سے عقیدت ومحبت کا تعلق تھا

☆مدرسہ معمورہ کے مدرس قاری محبوب الرحمٰن کی خالہ مرحومہ 3 فروری کوانتقال کرگئیں

☆جے یوآئی کے ضلعی ڈپٹی سیکرٹری شیخ تنویر احمد کے چچا شیخ غلام نبی (اتحاد کیمیکلز لاہور کے مینیجر)3 فروری کوانتقال کر گئے

☆لاہور میں ہمارے کرم فرما مفتی سید سعد علی رضوی کے پھوپھا سید شمشاد علی رضوی مرحوم 6 فروری کوانتقال کر گئے

☆مجلس احرار اسلام فیصل آباد کے کارکن حافظ محمد عثمان کے تایا 8 فروری کوانتقال کر گئے

☆مجلس احرار اسلام ناگڑیاں کے کارکن حافظ محمد سفیان کے نانی صاحبہ 10 فروری کوراولپنڈی میں انتقال کرگئیں

☆مجلس احرار اسلام یونٹ قاسم بیلہ کے صدر بھائی سعید احمد انصاری کے چچا حافظ جمال دین انصاری، سیالکوٹ میں 10 فروری کوانتقال کر گئے

☆حافظ رشید احمد رحمہ اللہ (ہلال انجینئرنگ کمپنی لاہور) 11 فروری کوانتقال کر گئے

☆وہاڑی میں ہمارے مہربان میمون اورنگزیب صاحب کے سسر نذر الاسلام مرحوم 11 فروری کوانتقال کر گئے

☆میاں چنوں کے بزرگ عالم دین اور مسجد سراجیہ کے خطیب حضرت مولانا عبدالحق عابد 11 جنوری جمعۃ المبارک کو انتقال فرما گئے

☆مسجد ختم نبوت اور مراکز احرار چیچہ وطنی کے معاون جناب احسان الحق (عبدالرحمٰن سرجیکل ہسپتال) کے بڑے بھائی انوار الحق (چک نمبر 193 گ ب مریدوالا) 12 فروری منگل کوانتقال کر گئے ،عبداللطیف خالد چیمہ اور متعدد دیگر رفقا نے نماز جنازہ میں شرکت کی

☆منڈی بہاؤالدین میں ہمارے مہربان محمد خلیل صاحب کی دختر اور محمد شعیب کی ہمشیر،انتقال:12 فروری

☆ہمارے کرم فرما حافظ محمد عمیر، حافظ محمد زبیر خلجی کی والدہ 13 فروری کوملتان میں انتقال کرگئیں

☆ مجلس احرار اسلام ملتان کے سابق ناظم خادم حسین کی دختر اور محمد معاویہ کی ہمشیر 15 فروری کو انتقال کر گئیں

☆ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے شاگرد اور حضرت جی مولانا یوسف صاحب کے ساتھی، رکن شوریٰ عالمی تبلیغی جماعت حضرت مولانا یعقوب رحمہ اللہ نظام الدین دہلی (انڈیا) میں 16 فروری کو انتقال کر گئے

☆ حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ کی پوتی، مفتی خلیق احمد صاحب کی دختر 18 فروری کو عجمان میں انتقال کر گئیں

☆ حضرت پیر سید خورشید احمد شاہ ہمدانی رحمہ اللہ (عبدالحکیم) کے بیٹے، سید اسعد شاہ صاحب ہمدانی کے برادر پیر سید محفوظ الرحمٰن ہمدانی 21 فروری کو انتقال کر گئے

☆ مجلس احرارِ اسلام ملتان کے نائب ناظم نشر و اشاعت شیخ عثمان یوسف کے نانا اور محمد ابو ہریرہ کے دادا شیخ عبدالغفور مرحوم 21 فروری کو انتقال کر گئے

☆ حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کے رفیق شیخ نذیر احمد مرحوم (سٹینڈرڈ بیکری ملتان) کی بہو، شیخ محمد سرور کی اہلیہ، شیخ خبیب احمد، شیخ محمد معوذ کی والدہ اور شیخ نیاز احمد، شیخ اعجاز احمد کی بھاوج رحمہا اللہ 21 فروری کو انتقال کر گئیں

☆ جامعہ اشرفیہ لاہور کے سابق استاذ اور ہمارے کرم فرما مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی کے والد ماجد مولانا قاری فضل الٰہی رحمۃ اللہ علیہ 22 فروری کو انتقال کر گئے

☆ جامعہ فتحیہ لاہور کے ناظم تعلیمات مولانا عبداللہ مدنی کا معصوم بیٹا 22 فروری کو لاہور میں انتقال کر گیا

☆ مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے معاون اور عبداللطیف خالد چیمہ کے انتہائی مخلص دوست محمد سعید (بابا گارمنٹس والے) بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی 22 فروری جمعۃ المبارک کو انتقال کر گئے

☆ پیر محل میں ہمارے مہربان حافظ محمد عرفان 683/24 پیر محل کے والد محمد رمضان مرحوم 25 فروری کو انتقال کر گئے

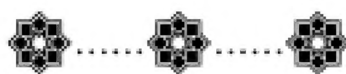
☆ مسجد ختم نبوت رحمٰن سٹی چیچہ وطنی کے معاون چودھری احسان اللہ وڑائچ، چودھری نصر اللہ وڑائچ اور چودھری فاروق احمد وڑائچ کی والدہ ماجدہ گزشتہ ماہ انتقال کر گئیں

☆ مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے سابق ناظم نشریات پروانہ ختم نبوت صوفی محمد شفیق عتیق کی اہلیہ کچھ عرصہ قبل انتقال کر گئیں

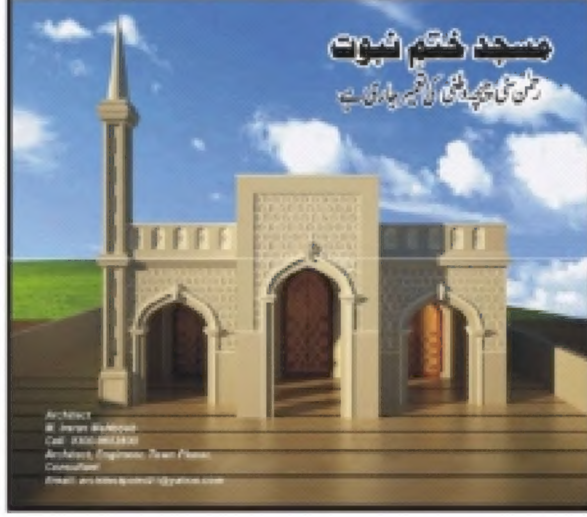
☆ چیئرمین بلدیہ چیچہ وطنی رانا محمد اجمل خاں کے چھوٹے بھائی رانا محمد اویس خاں گزشتہ دنوں انتقال کر گئے

☆ مجلس احرارِ اسلام بستی درخواست (رحیم یار خان) کے قدیم و مخلص کارکن حاجی عبدالرحیم درخواستی رحمہ اللہ

اللہ تعالیٰ سب مرحومین کی مغفرت فرمائے، حسنات قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔ پسماندگان کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے۔ آمین



جنت میں گھر بنائیے!



مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی

کے زیر اہتمام چوتھے مرکز احرار

مسجد ختم نبوت، رحمٰن سٹی اوکانوالہ روڈ چیچہ وطنی کی تعمیر کا کام جاری ہے، مسجد کا ہال اور برآمدہ تعمیر ہو چکا ہے، اصحابِ خیر سے اپیل ہے کہ نقد اور میٹریل کی شکل میں تعاون فرمائیں اور اللہ سے اجر پائیں! 25۔مرلے کے رقبہ پر اِس مرکز میں مسجد، مدرسہ، لائبریری اور ڈسپنسری تعمیر ہوگی، ان شاء اللہ تعالیٰ اخراجات کا تخمینہ تقریباً ایک کروڑ روپے سے زائد ہے۔

اکاؤنٹ بنام: دار العلوم ختم نبوت بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی

اکاؤنٹ نمبر: 076000,4037251873 نیشنل بنک آف پاکستان جامع مسجد بازار چیچہ وطنی

ترسیل زر و رابطہ: عبد اللطیف خالد چیمہ (مدیر مراکزِ احرار چیچہ وطنی)

دفتر دار العلوم ختم نبوت، جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

منجانب: تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی

:040-5482253,0300-6939453

مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

مجلس احرار اسلام کے شعبہ دعوت وتبلیغ کے ناظم ڈاکٹر محمد آصف صاحب کی محنت وکوشش اور مسلسل دعوت کے نتیجہ میں الحمدللہ سیالکوٹ اور شیخوپورہ میں دو قادیانیوں نے اسلام قبول کرلیا۔

(ا) ڈسکہ ضلع سیالکوٹ سے تعلق رکھنے والے پیدائشی قادیانی وقار احمد ڈوگر نے 29 جنوری بروز منگل احرار کارکنوں کی موجودگی میں قبول اسلام کا اعلان کیا اور اپنے عزیز واقارب کو دعوت دینے کا عزم کیا اس موقع پر مجلس احرار اسلام کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری نے ٹیلی فون پر وقار احمد کو توبہ کے کلمات کہلوائے۔

(۲) فاروق آباد ضلع شیخوپورہ کے رہائشی پروفیسر طاہر احمد ڈار نے 22 فروری بروز جمعۃ المبارک کو اپنے اہل خانہ سمیت قادیانیت ترک کر کے اسلام قبول کرلیا۔ پروفیسر طاہر احمد گورنمنٹ وارث شاہ ڈگری کالج جنڈیالہ شیر خان کے شعبہ انگریزی سے 1996 سے وابستہ ہیں ان کا 2016 میں پہلی مرتبہ مجلس احرار کے ناظم دعوت تبلیغ ڈاکٹر محمد آصف سے رابطہ ہوا اور بعد ازاں مسلسل ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ الحمدللہ مکمل تحقیق کے بعد 22 فروری کو انہوں نے قادیانیت ترک کرنے اور قبول اسلام کا اعلان کیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے ان دونوں نو مسلمین کو دین اسلام پر استقامت نصیب فرمائیں۔ آمین

شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی قائم کردہ جماعت مجلس احرار اسلام کے شعبہ تبلیغ تحفظ ختم نبوت (قائم شدہ، اکتوبر 1934ء) کے مبلغین کی محنت اور مسلسل دعوت سے اب تک ملک وبیرون ملک میں بیشتر قادیانی، بہائی، ہندو اور عیسائی اپنے کفریہ عقائد سے توبہ کر کے اسلام کے دامن رحمت سے وابستہ ہو چکے ہیں اور بہت سے حضرات تاحال زیر تبلیغ ہیں۔ قارئین کرام اپنی دعاؤں سے ہماری مدد کریں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب کریم خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے زیادہ سے زیادہ لوگوں پر دین اسلام کو واضح فرمائے اور ان کو جہنم کا ایندھن بننے سے بچائے اور مجلس احرار اسلام کی اس محنت وکوشش کو قبول فرمائیں۔ آمین

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱) ......حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

''الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲)......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہو گیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح وشام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر وغم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین مرحوم معلم اسلامیات، فیصل آباد